ماہنامہ

ربوہ

ایڈیٹر
خالد مسعود
ستمبر ۱۹۸۱ء

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سینتیسواں سالانہ اجتماع انشاءاللہ تعالیٰ ۲۳-۲۴-۲۵ر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ اجتماع کی اہمیت اور زیادہ سے زیادہ خدام کی اس میں شمولیت نیز ہر مجلس کی نمائندگی سے متعلق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ:۔

- "جو نمائندے ان اجتماعوں میں شامل ہوں گے وہ ایک نئی رُوح اور ایک نئی زندگی لے کر واپس جائیں گے۔"
(الفضل ۱۶ر اپریل ۱۹۷۰ء)

- "یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے اس لئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پوری توجّہ دینی چاہیئے۔"
(الفضل ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۲ء)

- "ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے۔ اجتماع میں ہماری پُوری کی پُوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔"
(الفضل ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۲ء)

- "ہمارا مقصد ہمیں صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب ہم یہ کوشش کریں اور ہماری روایت اور معمول یہ ہو کہ ان اجتماعات میں ہر جماعت کی نمائندگی ضرور ہو۔" (الفضل ۱۶ر اپریل ۱۹۷۰ء)

- "پس خدّام الاحمدیہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اجتماع میں شمولیّت کی طرف خاص طور پر توجّہ دیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اجتماع میں شامل ہونیکی کوشش کریں۔ پھر اجتماع کو کامیاب بنانے کی طرف منتظمین بھی توجّہ دیں۔"
(الفضل ۱۰ر ستمبر ۱۹۷۲ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

استبقوا الخیرات

تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں!

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۸ — شمارہ ۱۱

تبوک ۱۳۶۰ ہش، ستمبر ۱۹۸۱ء

ایڈیٹر: خالد مسعود ایم اے

ماہنامہ خالد ربوہ

نائبین: منصور احمد عارف

محمود احمد اشرف

الفہرست

پبلشر: مبارک احمد خالد — پرنٹر: سید عبدالحی — مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ "خالد" دارالصدر جنوبی - ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

قیمت سالانہ ۱۵ روپے

فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ

درس

لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحجرات: ۱۳)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ کیا تم میں سے کوئی اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ (اگر تمہاری طرف یہ بات منسوب کی جائے) تو تم اس کو ناپسند کرو گے۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ بہت ہی توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تمہیں علم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا غیبت ہے۔ عرض کیا گیا کہ اگر کہی گئی بات سچ ہو اور میرے بھائی میں موجود ہو تو کیا تب بھی اس کا ذکر غیبت ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں اگر وہ عیب اُس میں پایا جاتا ہے جس کا تم نے اُس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تم نے کہی ہے اُس میں نہیں پائی جاتی تو یہ اُس پر بہتان ہے۔ (مسلم)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے معراج کرایا جا رہا تھا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اُن سے اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے تھے میں نے جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو اُس نے مجھے بتایا کہ یہ لوگوں کی غیبت کرکے گویا اُن کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے اور اُن کی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی الغیبۃ)

حضرت اقدس (اللہ تعالیٰ کی آپ پر سلامتی ہو) نے فرمایا:۔

”دل تو اللہ تعالیٰ کی صندوقچی ہوتا ہے اور اس کی کُنجی اُس کے پاس ہوتی ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ اس کے اندر کیا ہے؟ تو خواہ مخواہ اپنے آپ کو گناہ میں ڈالنا۔ کیا فائدہ ....
.... تو کیا خبر ہے کہ خدا تعالیٰ کا اس سے کیا سلوک ہے یا اُس کے دل میں کیا ہے اس لئے غیبت کرنے سے بکلّی پرہیز کرنا چاہیئے۔“ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۱۷)

اداریہ

ایک اہم گزارش

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝ (سورۃ رحمٰن آیت ۴-۵)
یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اُسے بیان اور تمیز کی قوت عطا فرمائی۔ یہاں نطق کی بجائے بیان کا لفظ ہے جس میں زیادہ وسعت ہے۔ نطق سے مراد گویائی ہے لیکن بیان میں اظہار کے سب طریقے بھی شامل ہیں اور کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کی طاقت بھی یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوتِ بیان عطا فرمائی اور ایسی قوت و استعداد ودیعت کی کہ وہ اپنا مافی الضمیر، اپنے خیالات، جذبات اور معلومات کو باحسن بیان کر سکے۔ اور ساتھ ہی یہ پہچان بھی بخشی کہ بُرے بھلے، سیاہ و سفید میں تمیز کر سکے۔

علم کی اشاعت اور خیالات کے اظہار کا سب سے اہم اور سب سے مؤثر ذریعہ قلم ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قلم کے ذریعہ (ہم نے) علم سکھایا جیسا کہ فرمایا۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ یہاں ربّ اکرم کے ساتھ تعلیم بالقلم کو نسبت دے کر نہایت لطیف رنگ میں یہ اظہار فرمادیا کہ تعلیم کا سب سے معزز اور سب سے اعلیٰ طریق قلم کے ذریعہ تعلیم ہے یعنی تحریری طریقہ تعلیم جس میں بے پناہ وسعت اور نہ ختم ہونے والے امکانات پائے جاتے ہیں۔ موجودہ دَور میں کاغذ اور پریس کی ایجاد نے علوم کی ترویج و اشاعت میں ایک اہم اور انقلابی کردار ادا کیا ہے اور قلم کے حلقہ کو نتیجہ کے لحاظ سے نہایت وسیع اور دور رس بنا دیا ہے۔ آج دُنیا میں علوم پہلے سے کہیں زیادہ متداول اور محفوظ ہیں اور کثرتِ اشاعت کی وجہ سے اُن سے استفادہ انسان کے لئے زیادہ ممکن اور بہت آسان ہو چکا ہے۔

ہمارے اِس دَور میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ .... کو اللہ تعالیٰ نے فصاحت، بلاغت، معارف و حقائق اور معجز بیانی کا جو خارق عادت اعجاز عطا فرمایا اس کے اظہار کے لئے زمانے کی مناسبت سے آپ کو اس دَور کے تمام اصحابِ قلم کا امام بنا دیا۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ نے اِس عاجز کا نام سلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار ... فرمایا۔" (تذکرہ صفحہ ۴۳۲)

پھر فرمایا:-

"اب قلمی لڑائیوں کا وقت ہے اور چونکہ ہم قلمی لڑائیوں کے لئے آئے ہیں اس لئے بجائے

لوہے کی تلوار کے لوہے کی قلمیں ہمیں ملی ہیں۔" (چشمۂ معرفت ۵ث)

حضرت اقدس کی تحریرات علوم و معارف کا ایک بحرِ ذخار ہیں اور اس حقیقت کا اعتراف مخالفین نے بھی کیا ہے عقلِ سلیم رکھنے والے منصف مزاج اہلِ دانش کل بھی یہ اعتراف کرتے رہے اور آج بھی کرتے ہیں کہ اسلام کے دفاع میں جو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ آپ نے دُنیا کے سامنے پیش کر کے اسلام کی حقّانیت اور دوسرے مذاہب کا بطلان ثابت فرمایا اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی مایۂ ناز بیش قیمت علمی تصانیف علم و حکمت کا ایک خزانہ ہیں اور روحانیت کا ایک بحرِ ذخار۔ ان کا مطالعہ عقل اور دل دونوں کو رام کرتا ہے۔

حضرت سلطان القلم کی جماعت میں داخل ہونے کی ہمیں سعادت نصیب ہوئی ہے اس ناطہ سے ہمارا فرض ہے کہ حضرت اقدس کے روحانی خزائن کا بنظرِ غائر مطالعہ کریں اور اُن میں بیان فرمودہ نکات و معارف کو سمجھیں اور ذہنوں میں مستحضر رکھیں ــــ یہ علوم ذہن کو جلا اور تیزی اور قلب کی تنویر کا سامان ہیں ــــ ہم انہیں اخذ کریں اور ان انوار کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے اپنی قلموں کو حرکت دیں۔

ہم اپنے خدام بھائیوں کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے گزارش کرتے ہیں کہ وہ مضامین لکھیں اور محنت اور لگن اور تیاری کے ساتھ لکھیں اور اپنے رشحاتِ قلم سے "خالد" کو بھی مزین کریں۔ یہ امر ذہن نشین رہے کہ ہم حضرت سلطان القلم کی جماعت میں سے ہیں اور اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کے دَور سے گزر رہے ہیں۔ ہم نے علوم و فنون کو نہ صرف اپنانا اور سیکھنا ہے بلکہ دوسروں سے آگے بڑھنا ہے اور ہر میدان میں اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو اُجاگر کرتے ہوئے علم و عمل کی بلند منازل طے کرنی ہیں انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین ÷

اخبار مجالس (بقیہ ۴۶)

خدام و اطفال نے تین گھنٹے مسلسل کام کر کے ایک سڑک کی مرمت کی۔

- مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے مسجد احمدیہ دارالذکر میں زیرِ تعمیر لجنہ اماء اللہ کے ہال میں مثالی وقارِ عمل کیا جس میں ۵۰ سے زائد خدام و اطفال نے مسلسل ۱۲ گھنٹے کام کر کے ہال کی تمام چھت پر لینٹرن ڈالا۔

- مجلس خدام الاحمدیہ بنگلہ دیش کے تمام قائدین اضلاع اور صوبائی قائدین کا اجلاس ۹ رمئی کو ہوا جس میں گزشتہ ۶ ماہ کے کام کے جائزہ کے بعد آئندہ کے لئے پروگرام بنایا گیا۔

"سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے"

دوستوں کو علمی اور تحقیقی مضامین لکھنے کی ترغیب و تحریص کی غرض سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب .... نے ایک نہایت مؤثر اور بلیغ نوٹ سپرد قلم فرمایا تھا جو ۲۶ ۱۲/۵۹ کے الفضل میں شائع ہوا تھا قلمی جہاد کی طرف خصوصی توجہ وقت کا تقاضا ہے جو ٹالا نہیں جا سکتا۔ لہذا تذکیر و تحریک کی خاطر تبرکاً یہ مضمون کسی قدر اختصار کے ساتھ دوبارہ پیش ہے۔ اُمید ہے خدام بھائی اس سے کما حقہٗ استفادہ کرتے ہوئے اسلام کی قلمی خدمت پر کمربستہ ہوں گے۔ (ادارہ)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ .... کا ایک مصرع اس مختصر سے نوٹ کے عنوان کی زینت ہے۔ آپ کا منشاء یہ ہے کہ یہ زمانہ اپنے وقتی تقاضوں اور پیش آمدہ حالات اور مخالفوں کے رویّہ کے مطابق تلوار کے جہاد کا زمانہ نہیں ہے بلکہ قلم کے جہاد کا زمانہ ہے، جبکہ مخالفین اسلام کی طرف سے اسلام کے خلاف معاندانہ لٹریچر کے ذریعہ بے پناہ حملے کئے جا رہے ہیں۔ ایسے وقت میں اصل جہاد قلم کا جہاد ہے تاکہ قلم کے ذریعہ غیر مسلموں کے اعتراضوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ اُن کی قلموں اور اُن کی زبانوں کی گولہ باری پر موت وارد ہو جائے اور یہی رستہ حضرت اقدس .... نے ... منشاء کے مطابق اختیار کیا ہے۔ چنانچہ آپ کی اس عدیم المثال خدمت کا اعتراف

مخالفوں تک نے ایسے شاندار رنگ میں کیا ہے کہ اس کی تعریف سے .... فضا تک گونجنے لگ گئی۔ مثال کے طور پر امرتسر کے مشہور اخبار "وکیل" کے غیر احمدی ایڈیٹر نے حضرت اقدس .... کی وفات پر لکھا:۔

"مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑا دیئے جو سلطنت میں ہونے کی وجہ سے حقیقت

ہیں اس کی جان تھا بلکہ خود عیسائیت
کا طلسم دھواں ہو کر اُڑنے لگا ۔
اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی
کچلیاں توڑنے میں بھی مرزا صاحب
نے اسلام کی بہت خاص خدمت
سرانجام دی ہے۔ ان کی آریہ سماج
کے مقابل کی تحریروں سے اس
دعویٰ پر نہایت صاف روشنی
پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت
کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع
ہو جائے، ناممکن ہے کہ یہ تحریریں
نظرانداز کی جاسکیں ۔"

پھر دہلی کے غیر احمدی اخبار "کرزن گزٹ" نے اپنے
اخبار میں لکھا کہ :۔

"ہم اس بات کا اعتراف کرتے
ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور
بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال
نہ تھی کہ وہ مرحوم مرزا صاحب کے
مقابل پر زبان کھول سکتا ....
اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے
قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج
سارے پنجاب بلکہ بلندیٔ ہند میں
بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا
نہیں ۔"

پس اس نوٹ کے عنوان میں حضرت اقدس
.... کا جو شاندار مصرع
درج ہے وہ کسی ناواجب فخر و افتخار کی پیداوار
نہیں بلکہ ایک زبردست حقیقت ہے جو تلوار سے
زیادہ کاٹنے والی اور دلوں کی گہرائیوں میں گھر
کرنے والی ہے ۔.......

چند دن ہوئے میں نے ایک رؤیا دیکھا
جس سے میں ڈرا بھی اور خوش بھی ہوا ۔ میں نے
دیکھا کہ کسی نے مجھے حضرت مولوی نورالدین صاحب
.... کے ہاتھ کا لکھا ہوا
ایک لمبا سا خط لاکر دیا ہے ۔ یہ خط میرے نام ہے ۔
میں نے خط پڑھنے سے پہلے اس کے آخری حصّہ کو
اُٹھا کر دیکھا تو اُس خط کے نیچے حضرت مصلح موعود
.... کے دستخط تھے ۔ اور
خط کے آخر میں اس قسم کا مضمون تھا کہ اگر آپ نے
احمدی نوجوانوں کو اسلام اور احمدیت کی خدمت
کے لئے مضامین لکھنے اور تصانیف کرنے کی ترغیب
نہ دی اور اس کا طریقہ نہ سمجھایا تو اس معاملہ میں میں
اور عبداللہ اور والدۂ عبداللہ آپ پر خوش نہیں
ہوں گے اَوْ کَمَا کَانَ ۔ میں اس خواب سے خوش
تو اس لئے ہوا کہ تصنیف کے میدان میں میری حقیر سی
خدمت عالمِ بالا میں قدر کے قابل سمجھی گئی اور ڈرا
اس لئے کہ جماعت کے نوجوانوں کو فنِّ تصنیف کی
ترغیب دینے اور اس کا طریقہ سمجھانے کی ذمہ داری
ایسی نازک اور ایسی وسیع ہے کہ میں شاید اپنی موجودہ
عمر اور موجودہ صحت میں اسے کماحقّہٗ ادا نہ کرسکوں ...

بہرحال اس رؤیا کی بناء پر یہ نوٹ الفضل میں بھجوا رہا ہوں تا احمدی نوجوانوں کو فنِ تحریر اور مضمون نویسی کی طرف توجہ پیدا ہو اور وہ قلم کے میدان میں "سلطان القلم"..........

.... کے انصار بن کر دین کی نمایاں خدمت انجام دے سکیں۔ بے شک زبانی بھی تبلیغِ ہدایت اور اشاعتِ علم کا ایک بہت عمدہ ذریعہ ہے مگر جو مقام قلم کو حاصل ہے وہ زبان کو ہرگز حاصل نہیں ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے اپنی ابتدائی وحی میں قلم کے ذریعہ اشاعتِ علم کا نمایاں طور پر ذکر فرمایا ہے جیسا کہ فرمایا :-

اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝
الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

(العلق آیت ۴-۵)

"یعنی اے رسولؐ! لوگوں تک ہمارا نام اور ہمارا پیغام پہنچا کہ تیرا رب تمام بزرگیوں کا مالک ہے۔ ہاں وہی آسمانی آقا جس نے قلم کے ذریعہ علم کی اشاعت کا سامان پیدا کیا ہے۔" پس قلم علم کی اشاعت اور حق کی تبلیغ کا سب سے بڑا اور سب سے اہم اور سب سے مؤثر ذریعہ ہے اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً دائمی ہوتا ہے۔ زبان کی بات عام طور پر مُنہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کر لیا جائے۔ مگر قلم دُنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے۔ اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور وہ دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں۔ کیونکہ قلم کا لکھا ہُوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی۔ اور قلم کو یہ مزید خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اسے اپنے منبع کی نسبت کے لحاظ سے کامل یقین کا مرتبہ میسّر ہوتا ہے۔ ہمیں بعض اوقات کسی شخص کی طرف سے کوئی بات زبانی طور پر پہنچتی ہے مگر اس کے سُننے والوں کی روایت میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ مگر جب کسی شخص کے قلم سے کوئی بات نکلے تو پھر اُس بات کے منبع اور مأخذ کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔ بہرحال اس زمانہ میں جبکہ اسلام کے دشمن اسلام کی تعلیم اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں قلم سے بڑھ کر اسلام کی مدافعت اور اسلام کے پُرامن مگر جارحانہ علمی اور رُوحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اَور ظاہری ذریعہ نہیں۔

پس اے عزیزو اور اے دوستو! اپنے فرائض کو پہچانو اور "سلطان القلم" کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔ تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاصؓ اور خالدؓ بن ولید اور عمروؓ بن عاص اور دیگر صحابہ کرامؓ اور قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایانِ اسلام

کی رُوحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرون اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا اسی طرح اب وہ تمہارے اندر سے ہو کر (کیونکہ خدا اب بھی الہٰی قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دُنیا کی کایا پلٹ دیں۔

..... اس میں شبہ نہیں کہ جس تیز رفتاری سے قلمی خدمت میں ترقی ہونی چاہیئے تھی اس میں کسی قدر کمی ہے۔ اور یہ بھی ایک حد تک درست ہے کہ بعض نوجوانوں کا میلان تحقیقی اور علمی مضامین لکھنے کی بجائے نوک جھونک والے سطحی اور وقتی مقالوں کی طرف زیادہ ہو رہا ہے اور یہ میلان ایک ترقی کرنے والی قوم کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ اور ضرورت یہ ہے کہ بہت جلد کانٹا بدل کر جماعت کی قلموں کو صحیح راستہ پر ڈالنے کی کوشش کی جائے۔

قرآن فرماتا ہے کہ :-

جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ

(النحل آیت ۱۲۶)

"یعنی مخالفوں کے ساتھ دینی جہاد کرنے میں بہترین اور پختہ ترین اور مُؤثر ترین دلائل اختیار کرو۔ اور یونہی سطحی باتوں میں اُلجھ کر اپنی ہنسی نہ اُڑاؤ"

تحقیقی مضمون لکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ پہلے ایک موضوع کو جو کسی حقیقی حاضر الوقت ضرورت کے مطابق ہو چُن کر اُسے اپنے ذہن میں مستحضر رکھا جائے اور اس پر کچھ وقت تک غور کیا جائے۔ پھر قرآن اور حدیث اور کتب حضرت اقدس .... اور دوسرے بنیادی لٹریچر کا مطالعہ کر کے اس مضمون کے نوٹ لئے جائیں اور انہیں ترتیب وار مرتب کیا جائے پھر جو امکانی اعتراضات اس مضمون کے متعلق دوسروں کی طرف سے ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہوں انہیں ذہن میں رکھ کر اُن کا جواب سوچا جائے۔ پھر ایک عمومی خاکہ اس امر کے متعلق اپنے دماغ میں قائم کیا جائے کہ اس مضمون کو کس طرح شروع کرنا ہے اور کس طرح چلانا اور کس طرح ختم کرنا ہے۔ آغاز اس طرح ہونا چاہیئے کہ مضمون پڑھنے والا اسکی نوعیت اور اہمیت کو محسوس کر کے اس کے لئے ذہنی طور پر تیار اور چوکس ہو جائے۔ اور اختتام اس رنگ میں سوچا جائے کہ گویا چند تیر ہیں جو آخری ضرب کے طور پر پڑھنے والے کے دل میں پیوست کرنے مقصود ہیں۔ اس کے بعد نوٹ سامنے رکھ کر دُعا کرتے ہوئے مضمون شروع کیا جائے۔ اور ہر ضروری اقتباس کے اختتام میں بریکٹوں کے اندر معیّن حوالہ درج کیا جائے تاکہ اگر مضمون پڑھنے والا اس بارے میں مزید تحقیق کرنا چاہے تو از خود تحقیق کر کے تسلّی کر سکے۔ مضمون ختم کرنے کے بعد نظر ثانی بہت ضروری ہے۔ اور نظر ثانی کے لئے بہترین طریق یہ ہے کہ اپنے مضمون کو علیحدگی میں اونچی آواز سے

پڑھا جائے تاکہ آنکھوں کی فطری حِس کے علاوہ کان بھی اپنی قدرتی موسیقی کو کام میں لاکر اصلاح میں مدد دے سکیں۔ مَیں نے بارہا حضرت اقدس .... کو اس رنگ میں اپنی تحریرات کو پڑھتے دیکھا اور سُنا ہے اور اپنے مضامین کی نظرِ ثانی بھی ضرور فرمایا کرتے تھے چنانچہ آپؑ کے مسوّدات کی عبارت کئی جگہ سے کٹی ہوئی اور بدلی ہوئی نظر آتی تھی اور ایسا نہیں ہوتا تھا کہ بس جو لکھا گیا سو لکھا گیا بلکہ آپ اس غرض سے اور نیز صحت کی غرض سے اپنی کتب کی کاپیاں اور پروف تک بھی خود ملاحظہ فرماتے تھے۔

مضمون شروع کرنے سے قبل نیّت درست کرنے اور خدمتِ دین کے جذبہ کو اپنے دل میں جگہ دینے اور دُعا کرنے کا مَیں نے یہ عظیم الشان فائدہ دیکھا ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ غیر معمولی رنگ میں نصرت فرماتا ہے۔ مثال کے طور پر مَیں کہتا ہوں کہ ایک دفعہ جب مَیں نے اپنے ایک مضمون کی پہلی سطر ہی لکھی تھی تو یک لخت مجھ پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور مَیں نے دیکھا کہ صفحہ کے آخری حصہ میں جو اُس وقت خالی تھا، ایک خاص عبارت لکھی ہوئی درج ہے اور مجھے توجہ دلائی گئی کہ اپنے اِس مضمون کو اس عبارت کے مضمون کی طرف کھینچ لا۔ چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے مضمون میں ایک نیا اور بہت دلکش رنگ پیدا ہوگیا۔ بعض اوقات ایسا ہُوا کہ مَیں نے مضمون کا ایک ڈھانچہ سوچ کر نوٹ کیا مگر بعض حصوں میں مضمون لکھتے لکھتے میرا قلم خود بخود ایک نئے رُاستہ پر پڑ گیا اور بالکل نئی باتیں ذہن میں آگئیں۔ چنانچہ جو ڈھانچہ مَیں نے شروع میں سوچا تھا عموماً اس کا نصف یا اُس سے کچھ کم حصہ مضمون لکھتے ہوئے بہتر صورت میں بدل جایا کرتا ہے۔ یہ سب دُعا اور حُسنِ نیّت اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا ثمرہ ہے ورنہ من آنم کہ من دانم۔ بایں ہمہ شروع کی تیاری بہت ضروری ہے کیونکہ یہ تیاری بھی نصرتِ الٰہی کی جانب سے ہُوا کرتی ہے۔

یہ سوال کہ علمی اور تحقیقی تصانیف کے لئے کن مضمونوں کو چُنا جائے ایک بہت اہم سوال ہے۔ مگر باوجود اِس کے وہ کچھ مشکل بھی نہیں ہمارے سامنے ہمارے آسمانی آقا کی سُنّت موجود ہے جس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہوتا ہے اور وقت کی حقیقی ضرورت کو پُورا کرتا ہے۔ دراصل اگر کوئی کام وقت کی ضرورت کے مطابق نہ ہو تو ایک کھوکھلے فلسفہ اور دماغی کھلونے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور خدا کی ذات اِس قسم کے لایعنی فلسفہ سے بالا ہے۔ اگر خدا چاہتا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش ہی میں پیدا کر سکتا تھا مگر اُس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ابھی تک نوعِ انسان اپنے دماغی قویٰ اور ماحول کے تمدّن کے لحاظ سے کسی دائمی اور عالمگیر شریعت کے حامل بننے کے اہل نہیں تھے۔ پس اُس نے فلسفہ کو چھوڑ کر حکمت کا راستہ اختیار کیا اور یہی رستہ ہمارے لئے بھی کھلا ہے۔

پس مضمون کے انتخاب کے متعلق میرا مشورہ ہے کہ صرف اُن مضمونوں کو چُنا جائے جو حکیمانہ طریق پر وقت کی کسی اہم ضرورت کو پُورا کرنے والے ہوں اور دُنیا ان مضمونوں کے لئے پیاسی ہو۔ اور اس تعلق میں یہ خیال روک نہیں بننا چاہیئے کہ کسی مضمون پر کچھ عرصہ پہلے لکھا جا چکا ہے کیونکہ زمانہ کے حالات بدلتے رہتے ہیں اور نہ صرف نئے نئے مسائل بلکہ پُرانے مسائل کے نئے نئے پہلو بھی پیدا ہوتے اور سامنے آتے رہتے ہیں۔ کئی مضامین حضرت اقدس (...............) کے زمانہ میں لکھے گئے اور نہایت تسلی بخش صورت میں لکھے گئے اور اُنھوں نے دُنیا کی پیاس بجھائی مگر آج ان مسائل کے نئے نئے پہلو پیدا ہو چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ ان پر سوچنا اور ان کے متعلق قرآن اور حدیث اور حضرت اقدس (............) کے لٹریچر اور دیگر بنیادی لٹریچر سے اصولی روشنی حاصل کرکے زمانہ کے نئے مسائل کو حل کرنا یا پُرانے مسائل کی نئی گتھیوں کو سلجھانا جماعت کے خادمِ دین علماء کا کام ہے۔ اقوامِ عالم کی رُوحیں دلوں کو منوّر کرنے والی نئی روشنی کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ صدیوں کے تعصب کی وجہ سے وہ اسلام کے نام سے تو ابھی تک بیشتر صورت میں متنفر ہیں مگر اسلام کی حقیقت کو اپنانے کیلئے بے چین بھی ہیں اور حضرت اقدس (............) کا کلام آفتاب عالمتاب کی طرح اُفقِ مشرق سے بلند ہو کر مغرب کے مرغزاروں میں بزبانِ حال گونج رہا ہے کہ ؎

آرہا ہے اِس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

.... پس اے عزیزو اور دوستو آگے آؤ اور اپنی قلموں کو اسلام کی تائید میں حرکت دو کہ اس سے بڑھ کر تمہارے لئے آج کوئی برکت نہیں۔ اس وقت بہت سے اچھوتے مضمون تمہاری قلموں کی جنبش کا انتظار کر رہے ہیں اور ساغرِ حُسن صرف ایک اُنگلی کے اشارے پر چھلکنے کے لئے تیار ہے اور تمہارے لئے صرف مُفت کا اجر ہے۔ حضرت اقدس ....) نے کیا خوب فرمایا ہے کہ ؎

بمفت ایں اجرِ نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسماں است ایں بہر حالت شود پیدا

پس اے احمدی نوجوانو! آؤ اور اِس چمنستان کی وادیوں میں گھوم کر دُنیا کو نئے علوم سے شناسا کرو۔ آؤ اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کی تعمیر میں حصہ لے کر اقوامِ عالم کو علم وعرفان (باقی صفحہ ۱۶ پر)

علمی و ورزشی مقابلہ جات

خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع قریب آچکا ہے مجالس علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے لئے خدام کو تیار کریں۔ اِس بارہ میں تفصیلی ہدایات بذریعہ سرکلر مجالس کو بھجوائی جا چکی ہیں۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

پاپائیّت کا نظام

(محترم بشیر احمد خان صاحب رفیق نائب وکیل التبشیر تحریک جدید ربوہ)

پوپ لاطینی زبان کا لفظ ہے اور پیٹریارک (PATRIARCH) یونانی زبان کا لفظ ہے۔ دونوں الفاظ کے معنے ایک ہیں۔ یعنی "باپ"۔ چوتھی صدی عیسوی میں عیسائی دُنیا میں پانچ بڑے پیٹریارک موجود تھے یعنی قسطنطنیہ، یروشلم، انطاکیہ، اسکندریہ اور روم۔ اِن سب کو "پاپا" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔ بعد میں بادشاہ کانسٹائن کے عیسائی ہو جانے سے روم کے کلیسا کا اثر بہت بڑھ گیا اور یہ کلیسا مغرب کا سب سے بڑا کلیسا بن گیا۔ روم کا اسقف اعظم "پاپائے روم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اسی کو "پوپ" بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام دُنیا کے رومن کیتھولک عوام کا مذہبی سربراہ ہوتا ہے اور رومن کیتھولک کلیسا کے سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے۔

چونکہ پطرس رسول اور پولوس رسول کے مقبرے بھی روم میں ہیں اِس لئے "پاپائے روم" کو بوجہ ان مقابر کے مجاور ہونے کے خصوصی عظمت حاصل ہے۔ پطرس رسول نے روم ہی میں شہادت پائی تھی۔

رومن کیتھولک مذہب کا یہ عقیدہ ہے کہ بوجہ پطرس رسول کے جانشین ہونے کے پوپ صاحبان کو زمین پر حضرت مسیح کے نائب ہونے کا فخر حاصل ہے۔ پوپ کا ساختہ پرداختہ پطرس رسول کا ساختہ پرداختہ سمجھا جاتا ہے اور پوپ کو غیر محدود اختیارات حاصل ہیں۔ پوپ لیو دی گریٹ نے شہنشاہِ روم سے یہ فرمان حاصل کر لیا تھا کہ پوپ صاحبان کے فیصلے قانونی حیثیت کے حامل ہوا کریں گے۔ نیز یہ کہ اس کا ہر قول و فعل منزہ عن الخطا ہوتا ہے۔

۱۰۲۳ء میں پوپ گریگوری نے دو اصولوں پر بطور خاص زور دیا۔

۱۔ رومی کلیسا سے کبھی غلطی ہوئی ہے نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

۲۔ پوپ تمام معاملات میں آخری فیصلہ کا مجاز ہے اور اس کے فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔

پوپ کو بوجہ نائب مسیح ہونے کے وضعِ قوانین، انتظامیہ اور عدلیہ کے غیر محدود اختیارات حاصل

ہوتے ہیں۔

پوپ صاحبان نے ایک وقت میں یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ الٰہی شریعت کو منسوخ کرنے کا بھی اختیار رکھتے ہیں۔ تواریخ کلیسائے رومتہ الکبریٰ کے صد ۹۶ پر پادری خورشید عالم صاحب ایک عیسائی عالم کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

"کلیسائے روم کے مقننوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پوپ کو اختیار ہے کہ وہ قانونِ قدرت کے خلاف پولوس رسول اور عہد نامہ جدید کے خلاف عمل کرے اور اگر وہ چاہے تو عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے احکامات منسوخ کر دے"!

پوپ کو جو اختیارات کلیسا کی طرف سے ودیعت کئے گئے ہیں اُن کا مختصر خلاصہ یہ ہے:۔

- پوپ کسی بھی مسیحی کو دین سے خارج کر سکتا ہے اور توبہ کرنے پر معاف کر کے دین میں داخل کر سکتا ہے۔
- سخت اور سنگین گناہوں کی معافی کا اختیار بھی پوپ کو حاصل ہے۔
- وہ نہ صرف زندوں کے گناہ معاف کر سکتا ہے بلکہ مُردہ لوگوں کو جہنم سے نکال کر بہشت میں داخل کر سکتا ہے۔
- بائیبل کی تعبیر و تشریح کا حق صرف پوپ کو حاصل ہے۔
- پوپ حرام چیزوں کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے سکتا ہے۔

اِن غیر محدود اختیارات کے نتیجہ میں ابتدائی دَور کے پوپ صاحبان کے اعمال و کردار سخت خراب رہے۔ اُن پر طرح طرح کے الزامات لگے۔ جن میں زنا کاری جیسے شنیع فعل کا الزام بھی شامل ہے۔

پوپ صاحبان کی حکومت چونکہ تمام عیسائیوں پر تھی اور یورپ سارا عیسائی مذہب کا پَیرو تھا، اِس لئے قدرتاً اُن کو حکومتی اختیارات بھی حاصل ہو گئے۔ اور اِس وجہ سے پوپ صاحبان اور یورپ کے بادشاہوں کے درمیان مستقل چپقلش رہنے لگی۔ اِس کے نتیجہ میں کبھی تو کوئی بادشاہ پوپ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہو کر اُس کو معزول کر دیتا تھا اور کبھی پوپ صاحب کسی بادشاہ کے خلاف دین سے اخراج کا ہتھیار استعمال کر لیتا تھا۔

یہ جھگڑے بعض اوقات ناخوشگوار صورت پیدا کر کے دِین کی بربادی کا باعث بھی بن جاتے تھے لیکن پوپ صاحبان اقتدار کی کشمکش میں دین کی تباہی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ۱۲۰۵ء میں ہربرٹ والٹر جو کنٹربری کے آرچ بشپ تھے وفات پا گئے۔ بادشاہ جان آف انگلینڈ نے راہبوں کی فرمائش اور اصرار پر اپنے ایک دوست کو آرچ بشپ بنا دیا۔ اِس کے خلاف چند بشپوں نے روم میں پوپ انوسنٹ کو اپیل کر دی۔ پوپ نے ان کی اپیل منظور کرتے ہوئے کسی دوسرے بشپ کو آرچ بشپ

بنا دیا۔ بادشاہ جان نے پوپ کے اِس فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ پوپ نے بادشاہ کی اِس جرأت پر ۱۲۰۸ء میں تمام انگلستان کو کلیسائے روم سے خارج کر دیا۔ اِس اخراج کے نتیجہ میں پانچ سال تک برطانیہ کے تمام گرجے بند ہو گئے اور علانیہ عبادت ختم ہو گئی۔ پادری صاحبان دروازے بند کر کے اور چھپتے چھپاتے پوشیدہ طور پر بپتسمہ دیتے تھے۔ جب کوئی مر جاتا تو رسم جنازہ ادا نہ کرتے تھے۔ پانچ سال کے بعد یہ حالت ختم ہوئی۔

پوپ صاحبان .... کے قائم کردہ محکمہ ہائے احتساب سے عوام چیخ اُٹھے لیکن پوپ صاحبان کی دینی و دُنیوی قوّت کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

پاپائیت کا نظام فی زمانہ صرف دینی رسوم ادا کرنے اور دینی حیثیت تک محدود ہو کر رہ گیا ہے حکومتیں اُن کے ہاتھ سے نکل چکی ہیں۔

پوپ کا انتخاب

پوپ ایک خود مختار اور غیر محدود اختیارات کا مالک انسان ہوتا ہے۔ اُس کی وفات پر ویٹیکن میں قائم تمام ادارے یعنی سیکرٹریٹ آف اسٹیٹ، ٹربیونلز اور چانسلری اپنے اختیارات کھو بیٹھتے ہیں۔ ویٹیکن کے سیکرٹری آف اسٹیٹ تمام سفارتی نمائندگان اور دیگر کارکنان کو یہ ہدایت جاری کر دیتا ہے کہ جب تک نئے پوپ کا انتخاب نہیں ہو جاتا تمام معاملات کالج آف کارڈینلز کو بھجوا دیئے جایا کریں۔ یہ کالج روزانہ اپنے اجلاس منعقد کرتا ہے اور اس کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وفات یافتہ پوپ کے شایانِ شان جنازہ کے انتظامات کرے اور نئے پوپ کے انتخاب کے لئے Conclave تیار کرے۔

Conclave کے معنی ہیں "With a Key" جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام کارڈینلز کو جو انتخاب میں حصّہ لیں گے بند کر کے دروازہ کو مقفّل کر دیا جائے۔ عیسائیت کی پہلی تین صدیوں میں پوپ اپنے جانشین کا انتخاب اپنی زندگی ہی میں دوسرے بشپوں کے مشورہ سے کرتا تھا۔ ۱۱۴۲ء میں کونسل آف Lateran منعقد ہوئی جس میں یہ فیصلہ ہوا کہ پوپ کے انتخاب کے لئے ایک مجلس کا انعقاد عمل میں لانا چاہیئے۔ اِس مجلس کے ممبران تمام لوکل پادری صاحبان ہوا کریں گے۔ بادشاہ کانسٹائن کے بعد یہ الیکشنز فساد اور خونریزی کا باعث بن گئے۔

بارھویں صدی عیسوی میں سینٹ Bonaventure نے یہ تجویز پیش کی، کہ کارڈینلز کو انتخاب کے وقت مقفّل کر دیا جایا کرے اور اُن کی خوراک پر بھی پابندی لگا دی جایا کرے تاکہ وہ جلد انتخاب کی کارروائی مکمل کر سکیں پوپ گریگوری X نے ۱۲۷۹ء میں ایک فرمان جاری کیا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پوپ کی وفات کے بعد کارڈینلز کو جمع ہونے کے لئے دس دن کا وقفہ دیا جائے

یہ لوگ پوپ کے محل میں جمع ہو جائیں۔ ہر کارڈنیل اپنے ساتھ خدمت کے لئے دو نوکر لا سکتا ہے۔ یہ سارے کارڈنیلز عوامی dormitories میں بستر لگائیں اور کمرۂ انتخاب میں صرف ایک بڑا سُوراخ رکھا جائے جہاں سے اُن کو کھانا دیا جا سکے۔ اگر یہ صاحبان تین دن تک کسی کو منتخب نہ کر سکیں تو اُن کی خوراک میں کمی کر کے اُن کو روزانہ صرف ایک پلیٹ کھانا دونوں وقت کے لئے دیا جائے۔ پانچ دن کے بعد اُن کو صرف روٹی اور پانی بطور خوراک دیا جائے۔ پانچ دن تک اگر یہ لوگ کسی کو پوپ منتخب نہ کریں تو اُن کی تنخواہ بھی بند کر دی جائے۔

یہ طریقِ انتخاب ایک لمبے عرصہ تک قائم رہا۔ پوپ Pius X نے نئے انتخابی قواعد بنائے۔ جن کے مطابق دُنیا بھر کے کارڈنیلز کو انتخاب کا حق دیا گیا۔ جو کارڈنیلز خارج کئے گئے یا جو ریٹائر ہو گئے اُن کو انتخاب میں شامل ہونے کا کوئی حق نہیں دیا گیا۔ اس پوپ نے یہ بھی قاعدہ بنایا کہ جو کارڈنیل کسی ایک پوپ کی زندگی میں اگلے پوپ کے لئے کسی قسم کے پروپیگنڈا کا مرتکب پایا جائے اُس کو پوپ کے انتخاب میں شامل نہیں ہونے دیا جائے گا۔

الیکشن کا طریق یوں ہے کہ تمام کارڈنیلز کی سیٹیں Chapel میں یوں ترتیب دی جاتی ہیں کہ ہر ایک کے سامنے ایک کاغذ اور شمع رکھ دی جاتی ہے۔ ہر کارڈنیل کاغذ پر اپنا ووٹ درج کرتا ہے اور ایک بڑے مرتبان میں رکھتا جاتا ہے۔ جب ووٹ ڈال دیئے جاتے ہیں تو تین آدمیوں کی ایک کمیٹی اُونچی آواز کے ساتھ ووٹوں کی گنتی اور جن کے نام درج ہوتے ہیں پکارتے جاتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ کارڈنیل حضرات اگر چاہیں تو اپنے سامنے رکھے ہوئے کاغذ پر انتخاب کے نتیجہ کی کارروائی درج کرتے چلے جائیں۔

ووٹ کے یہ کاغذات پھر آپس میں سی دیئے جاتے ہیں اور ایک اَور مرتبان میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اب ایک دفعہ پھر ووٹ کے کاغذات کی جانچ پڑتال ہوتی ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ کسی کارڈنیل نے اپنے نام کا ووٹ تو نہیں ڈال دیا۔ کیونکہ یہ جُرم ہے۔ کسی بھی پوپ کے انتخاب کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کو $\frac{2}{3}+1$ کی اکثریت حاصل ہو جائے۔ ووٹوں کی گنتی کے بعد اور دوبارہ سہ بارہ جانچ پڑتال کے بعد یہ کاغذات جلا دیئے جاتے ہیں۔ اگر کسی کو بھی $\frac{2}{3}+1$ کی اکثریت حاصل نہ ہو تو اُن کاغذات کو ایسی لکڑی کے ٹکڑوں کے ساتھ جلایا جاتا ہے جو کالا دُھواں دیتے ہیں۔ اور اگر پوپ منتخب ہو جائے تو ایسی لکڑی جلائی جاتی ہے جو سفید دُھواں دے۔ باہر سینٹ پیٹر سکوئر (St. Peter's Sq.) میں ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد جمع ہوتے ہیں۔ کالا یا سفید دُھواں اُن کو مطلع کرتا رہتا ہے کہ اندر انتخاب کی کیا پوزیشن ہے۔

انتخاب کے معاً بعد پوپ اپنے لئے نام تجویز

کرتا ہے جس سے اب وہ پکارا جائے گا۔ پوپ کے منتخب ہونے سے قبل تین مختلف سائزوں کے جُبّے تیار کر کے رکھے ہوئے ہوتے ہیں جو جسم کی ساخت کے مطابق نئے پوپ کو پہنائے جاتے ہیں۔

اس کارروائی کے بعد نئے پوپ بالکونی پر آتے ہیں جہاں عوام جمع ہوتے ہیں۔ کارڈینل ڈین بالکونی پر آ کر لاؤڈ سپیکر سے اعلان کرتے ہیں۔ I announce to you a great joy (یعنی مَیں آپ کے لئے ایک عظیم خوشخبری کا اعلان کرتا ہوں) اس پر عوام بر دست نعرے بلند کرتے ہیں۔ پھر وہ کہتا ہے we have a Pope (ہم نے ایک پوپ منتخب کر لیا ہے۔) پوپ نمودار ہوتا ہے اور ایک مختصر خطبہ دیتا ہے۔

اگلے دن سے پوپ کی جانشینی کی تقاریب منعقد ہونا شروع ہوتی ہیں۔ تاجپوشی کی تقاریب سینٹ پیٹرز میں منعقد ہوتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ پوپ نکولس اول (۶۸۵۸) سب سے پہلا پوپ تھا جس کو تاج پہنایا گیا۔ چودھویں صدی میں پوپ Benedict XII کے لئے ایک ایسا تاج بنایا گیا جس کے تین حصے ایک دوسرے کے اُوپر بنائے گئے۔ گویا تثلیث کی ایک شکل کا تاج۔

تاجپوشی کی تقاریب کی معمولی سی معمولی تفصیل بھی نہایت احتیاط سے طے کی جاتی ہے جلوس کے آگے کالج آف کارڈینلز ہوتے ہیں، اس کے بعد پوپ کی سواری آتی ہے جو ایک تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں اور جس کو سوس گارڈ نے اپنے کندھوں پر اُٹھایا ہوتا ہے۔ جیسے جیسے جلوس آگے بڑھتا جاتا ہے عوام اور پادری صاحبان مشہور نظم جس کا مفہوم یہ ہے گاتے جاتے ہیں:-

'Thou are Peter
and upon this
rock I will build
my Church and
the gates of hell
shall never pre-
vail against it,
for to thee I
have given the
keys of the Kig-
dom of Heaven...'

ترجمہ:- تم پطرس (کے جانشین) ہو۔ اور اس چٹان پر مَیں اپنا گرجا تعمیر کروں گا اور جہنم کے دروازے اس پر کبھی برتری حاصل نہ کر سکیں گے مَیں نے جنت کی کُنجیاں تمہارے حوالے کر دی ہیں۔

یہ جلوس بہت بڑا ہوتا ہے۔ پادری، راہبات، کارڈینلز، غیر ملکی نمائندے اور عوام کا جمِ غفیر آہستہ آہستہ پوپ کو اپنے جلو میں لئے چل رہا ہوتا ہے۔ پوپ کے سامنے ایک شخص اُون جلاتا جاتا

ہے اور تین دفعہ بآواز بلند پکارتا ہے:۔

'Holy Father in this way pass the world and its glory.'

ترجمہ:۔ مقدس باپ اس طرح سے دُنیا میں فتح حاصل کرتا چلا جائے گا۔

پوپ صاحب کو سینٹ پیٹرز کے چرچ میں لایا جاتا ہے جہاں اُنہیں تاج پہنایا جاتا ہے اور اُن کے ہاتھ چرچ کی قوّت کے نشان کے طور پر سونے اور چاندی کا بنا ہوا عصا تھمایا جاتا ہے۔ اس سارے عرصہ میں تمام مجمع دھیمی آوازوں میں مختلف دُعائیں گا گا کر پڑھتے رہتے ہیں۔

پوپ کی حکومت تمام دُنیا کے رومن کیتھولک کے دلوں پر ہے۔ ویٹیکن پوپ کا دارالخلافہ ہے۔ اس کا کُل رقبہ ۵ میل سکوئر کے قریب ہے۔ یہاں ویٹیکن کا سکّہ بھی چلتا ہے۔ ڈاکخانہ کی ٹکٹیں بھی ویٹیکن کی اپنی ہیں اور اس حصّۂ شہر کو ایک مکمل خود مختار ریاست کے اختیارات حاصل ہیں۔

پوپ کا عملہ حکومتی طرز کا ہے یعنی وزراء صاحبان سیکرٹریز کہلاتے ہیں اور یہ سب کارڈینلز ہوتے ہیں۔ دُنیا کے قریباً ہر ملک میں ویٹیکن کے سفارتی نمائندے موجود ہیں۔ اسی طرح ویٹیکن میں دُنیا بھر کے ممالک کے نمائندے موجود رہتے ہیں۔

ویٹیکن میں تمام سیاہ و سفید کا مالک پوپ ہی ہوتا ہے۔ اس کا حکم کلیسا کے لئے قانون کا حکم رکھتا ہے۔ وہ وقتاً فوقتاً احکام جاری کرتا رہتا ہے جن کو Encyclical کہتے ہیں۔ ان احکام کے ذریعہ پوپ دُنیا بھر کے رومن کیتھولک عوام کی راہنمائی کرتا رہتا ہے۔

پوپ صاحبان غیر شادی شدہ ہوتے ہیں۔ کارڈینلز اور رومن کیتھولک بشپ صاحبان بھی سب غیر شادی شدہ ہوتے ہیں۔

موجودہ پوپ صاحب پولش نسل کے ہیں۔ ان کو ۲۷ زبانیں بولنے کا ملکہ حاصل ہے۔ نہایت ذہین، زیرک اور قابل انسان ہیں۔ پوپ بننے سے قبل پولینڈ میں انہوں نے بطور بشپ کمیونسٹ حکومت سے بھر پور ٹکر لی۔ عوامی مقبولیت کے زور پر کمیونسٹ حکومت ان پر ہاتھ نہ ڈال سکی ؛

سَیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے (بقیہ صفحہ)

کہ وہ خزائنے عطا کرو کہ حجاز اور بغداد اور قرطبہ اور قدس اور مصر کی یادگاریں زندہ ہوجائیں تا دُنیا تم پر فخر کرے اور آسمان تم پر رحمت کی بارشیں برسائے اور آنے والی نسلیں تمہاری یاد سے اُمنگ اور ولولہ حاصل کریں۔ اے کاش کہ ایسا ہی ہو ـــــ

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

نسلی امتیاز اور اسلام کا نقطۂ نظر

یونیورسٹی آف غانا کے انسٹی ٹیوٹ برائے اڈلٹ ایجوکیشن کے زیرِ اہتمام ایک سمپوزیم میں جناب عبدالوہاب آدم امیر و مشنری انچارج احمدیہ مشن غانا نے "نسلی امتیاز اور انسانی حقوق کے بارہ میں اسلامی نقطۂ نظر" کے موضوع پر ۱۳ر فروری ۱۹۸۱ء بروز جمعہ تقریر کی۔ یہ تقریب نیشنل کلچرل سنٹر کماسی میں منعقد ہوئی۔ اس تقریر کا اردو ترجمہ ہدیۂ قارئین ہے ــــــ (ادارہ)

ابتداء میں میرے لئے ضروری ہے کہ اس مجلس مذاکرہ کے اربابِ اہتمام کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے مجھے شرکت کی دعوت دے کر میری عزت افزائی فرمائی۔ آج کا موضوع Apartheid یعنی "نسلی امتیاز اور انسانی حقوق کے بارہ میں اسلام کا نقطۂ نظر" ہے۔

Apartheid جنوبی افریقہ کی حکومت کی اُس پالیسی کا نام ہے جو اُس نے نسلی امتیاز کے ضمن میں افریقی رنگدار اور ایشیائی باشندوں کے خلاف اختیار کر رکھی ہے جو انہیں سفید فام باشندوں سے بالکل علیحدہ کر دیتی ہے۔ اگرچہ تاریخ میں رنگ و نسل کے امتیازات کی مثالیں ملتی ہیں لیکن بایں ہمہ مَیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ Apartheid ایک انتہائی وحشیانہ، شرانگیز، تخریبی، غیر انسانی، ظالمانہ اور مکروہ تحریک ہے۔ اور یہ انسان کا انسان کے ساتھ ایک انتہائی متکبرانہ، غیر منصفانہ، ظالمانہ اور غیر انسانی رویّہ ہے جو اس حکومت نے اپنا رکھا ہے۔ دُنیا کے دیگر ممالک میں بھی کسی حد تک نسلی عصبیت کے بعض مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں مگر جنوبی افریقہ وہ واحد ملک ہے جس میں رنگ اور نسل کے امتیاز کی مکروہ پالیسی کو قانونی تحفظ حاصل ہے اور اس طرح سیاہ فاموں کو ظلم و تعدّی کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور انہیں عدل و انصاف، عزتِ نفس، مروّت اور حُسنِ معاشرت کے بنیادی حقوق سے صرف اِس وجہ سے محروم رکھا جاتا ہے کہ وہ سیاہ فام ہیں۔

اِس پالیسی کے نتیجہ میں سیاہ فاموں کو بنیادی انسانی حقوق سے محروم کر کے ان کی تذلیل کی جا رہی ہے اور انہیں جسمانی، نفسیاتی، اخلاقی اور رُوحانی طور

پر جس منظم طریقے سے کچلا جا رہا ہے اس کا کسی قدر اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج جنوبی افریقہ میں

۱۔ کسی افریقی کو ملک میں جائداد بنانے کا حق نہیں۔

۲۔ کوئی بھی غیر سفید فام سفید فاموں کو ملنے والی مراعات سے کسی بھی حالت میں استفادہ نہیں کر سکتا۔

۳۔ کسی افریقی کو کسی بھی تقریب میں محض اس لئے شامل نہیں کیا جاتا کہ اس کی موجودگی سفید فام کے لئے کریہہ المنظر ہے۔

۴۔ کوئی سفید فام کسی افریقی ملازم کو لکھنا پڑھنا نہیں سکھا سکتا۔

۵۔ کوئی سفید فام مرد یا عورت کسی افریقی، رنگدار اور ہندوستانی سے شادی نہیں کر سکتا۔

۶۔ سوائے خصوصی اجازت کے سفید فام اور سیاہ فام کسی کیفے میں اکٹھے چائے نہیں پی سکتے۔

۷۔ کوئی آجر افریقی اور سفید فام کو مساوی شرح پر اجرت نہیں دے سکتا۔ خواہ اُن دونوں کا کام ایک ہی نوعیت کا کیوں نہ ہو۔ جنوبی افریقہ میں سفید فام باشندوں کی اوسط آمدنی افریقیوں سے بیودہ گنا، رنگدار سے چھ گنا اور ایشیائی باشندوں سے چار گنا زائد ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ یہ لوگ آبادی کا غریب ترین طبقہ ہیں ان پر سفید فام لوگوں کی نسبت زیادہ ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں۔

۸۔ کسی بھی صورت میں کوئی افریقی ہڑتال نہیں کر سکتا۔

۹۔ اگر کوئی افریقی اپنے شہر سے باہر ملازمت کرتا ہے تو اُسے اس شہر کو بہتر ۷۲ گھنٹوں کے اندر چھوڑنا ہوگا خواہ وہ گزشتہ بیس سال سے وہاں رہائش پذیر ہو۔

۱۰۔ سولہ برس سے زائد عمر کے افریقی نوجوانوں کو پولیس کے مطالبہ پر ہر جگہ اور ہر وقت اپنا کارڈ دکھانا پڑتا ہے۔

۱۱۔ اگر کوئی افریقی کسی شہری علاقہ میں بے روزگار ہے تو اُسے بینٹو افیئرز کمشنر کی جانب سے دی جانے والی ہر ملازمت کو قبول کرنا ہوتا ہے بصورتِ دیگر اُسے اُس علاقہ سے نکال باہر کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا قوانین جنوبی افریقہ کے وزیرِ انصاف کے احکام کے تحت نافذ العمل ہوتے ہیں۔ یہ قوانین انتہائی غیر منصفانہ اور عائلی زندگی میں بگاڑ پیدا کرنے والے ہیں اور سیاہ فاموں کیلئے ناقابلِ تلافی معاشرتی اور نفسیاتی نقصان کا موجب ہیں اور اُن کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کو ایک بھیانک تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور اِن سراسر ظالمانہ قوانین سے انحراف کرنے والے ہر شخص کو قید، جرمانہ اور کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔

جنوبی افریقہ میں سیاہ فاموں کو اِن مظالم کا تختۂ مشق کیوں بنایا جاتا ہے؟ کیا اس لئے کہ وہ جس خطۂ ارض پر رہ رہے ہیں وہ اُن کی نہیں ہے؟ کیا اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی تعداد سفید فاموں سے کم ہے؟ یا اِس لئے کہ اُن کی تخلیق میں کوئی خامی ہے؟

اِن تمام سوالوں کا جواب نفی میں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ زمین سیاہ فام لوگوں کی ہے۔ ۱۶۵۲ء میں ہندوستان جاتے ہوئے جو ولندیزی جنوبی افریقہ میں ٹھہرے تھے وہ موجودہ افریقنوں کے آباؤ اجداد ہیں اور وہیں اُن کا سیاہ فاموں سے ملاپ ہوُا تھا۔ اِس حقیقت کہ یہ خطۂ ارض اصل میں سیاہ فام لوگوں کا ہے اور یہ اس کے ملکیتی حق اور احترام کے مستحق ہیں کو تسلیم کرنے کی بجائے اُنہیں نہ صرف اُن کی اپنی زمین کے حق سے بلکہ بنیادی انسانی حقوق تک سے محروم کر دیا گیا ہے۔

جہاں تک اِس سوال کا تعلق ہے کہ سیاہ فاموں کو تذلیل کا نشانہ اِس لئے بنایا جاتا ہے کہ وہ سفید فاموں کی نسبت تعداد میں تھوڑے ہیں؟ تو اِس کا جواب بہت واضح ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۷۷ء میں جنوبی افریقہ کی آبادی دو کروڑ انہتر لاکھ چالیس ہزار (۲,۶۹,۴۰,۰۰۰) تھی۔ یا آبادی کے گروہ کچھ یُوں تھے۔ ایشیائی سات لاکھ پینسٹھ ہزار (۷,۶۵,۰۰۰)، رنگدار چوبیس لاکھ بتیس ہزار (۲۴,۳۲,۰۰۰)، سفید فام تینتالیس لاکھ اناسی ہزار (۴۳,۷۹,۰۰۰) اور افریقی ایک کروڑ ترانوے لاکھ انہتر ہزار پانچ سو (۱,۹۳,۶۹,۵۰۰)۔ اِس طرح جنوبی افریقہ میں افریقنوں کی تعداد پُوری آبادی کا ۶۷،۵ فیصد بنتی تھی جبکہ سفید فام لوگوں کی آبادی ۱۷،۱۷ فیصد تھی۔ گویا ایک معمولی اقلیت بھاری اکثریت کو دبائے ہوئے ہے اور ظالمانہ قوانین کے ذریعے انہیں تباہ کرنے کے درپے ہے۔

یہ سوال کہ آیا سفید فام اپنی جسمانی خلقت کے اعتبار سے بہتر ہیں اور احسن الخالقین نے سیاہ فام کی نسبت انہیں زیادہ خوبیاں ودیعت کی ہیں تو عقلِ سلیم کے علاوہ میڈیکل سائنس بھی اسے رد کرتی ہے کیونکہ سفید فام افراد کی رگوں میں چلنے والا خون سیاہ فام باشندوں کے خون سے مختلف نہیں۔ ورنہ انتقالِ خون کا عمل کسی صورت میں ممکن نہ ہوتا۔ جنوبی افریقہ ہی کے ایک سائنسدان ڈاکٹر برنارڈ نے ایک سفید فام کا دل سیاہ فام کے سینہ میں منتقل کیا جو اس امر کا ثبوت ہے کہ گورے اور کالوں کے دل ایک دوسرے سے مختلف نہیں۔

میرے معزز سامعین کے لئے یہ بات باعثِ صد حیرت ہوگی کہ Apartheid کے علمبردار اپنی اِس مجرمانہ پالیسی کی بنیاد مذہب قرار دیتے ہیں اور نظریہ یہ پیش کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واقعہ افسانہ سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ سیاہ فام لوگ ایک ابدی لعنت کے مورد ہیں جبکہ سفید فام خدا کی برگزیدہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے سیاہ فام لوگ ہرگز ہرگز سفید فام لوگوں کے برابر نہیں سمجھے جا سکتے اور وہ کسی عزت کے مستحق نہیں، نہ ہی وہ حسن سلوک کے مستحق ہیں بلکہ اُن کے نزدیک اس لائق ہیں کہ انہیں اپنی جائیداد سے بے دخل رکھا جائے اور انسانی حقوق سے کلیۃً محروم۔ اُن کے پیچھے کتے چھوڑنا، بغیر مقدمہ کے حبس بیجا میں رکھنا اور بیگار لینا اور انہیں بے عزت خاندانی زندگی گزارنے پر مجبور کرنا سفید فاموں کا حق ہے۔

مندرجہ بالا نظریہ توریت کتاب پیدائش باب ۹ آیات ۲۰ تا ۲۵ سے لیا گیا ہے۔ جس پر جنوبی افریقہ کے سفید فاموں کا ڈچ ریفارم چرچ غلو کے ساتھ عقیدتاً عمل پیرا ہے۔

جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کا ایک موجب و محرک وہاں کی خوشحالی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ جنوبی افریقہ سے دُنیا کا دو تہائی سونا نکالا جاتا ہے جنوبی افریقہ میں سیاہ فام بطور لکڑ ہارے اور پانی کھینچنے والے کی حیثیت سے وہاں کے سفید فام لوگوں کو سستی مزدوری مہیا کرتے ہیں۔ اس طرح جنوبی افریقہ معاشی خوشحالی سے مسلسل متمتع و فیضیاب ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ وہ سیاہ فام جو کام کرتے ہیں اور اس دولت کی پیداوار برقرار رکھے ہوئے ہیں انہیں اس مُلک کی دولت کے جائز حق سے بھی محروم رکھا گیا ہے۔

نسلی امتیاز کی ایک اَور وجہ فوجی قوت ہے۔ جنوبی افریقہ نہ صرف معاشی بلکہ فوجی اعتبار سے بھی ایک دیو کی حیثیت رکھتا ہے۔ جدید فنّ حرب میں کسی مُلک کی آبادی کی نسبت فوجی ساز و سامان زیادہ مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ براعظم افریقہ میں آج کوئی بھی ایسا مُلک نہیں جو فوجی ساز و سامان میں جنوبی افریقہ کی برابری کر سکے۔ باوجود مسلسل تردید کے سبھی جانتے ہیں کہ جنوبی افریقہ ایٹمی دھماکہ کر چکا ہے۔

نسلی امتیاز سے متعلق جنوبی افریقہ کے مختصر حالات بیان کرنے کے بعد مَیں اِس بارہ میں اسلامی نظریہ کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ......

قرآن کریم حضرت نوح علیہ السلام کو برگزیدہ اور پاک نبی قرار دیتا ہے۔ اُن کی طرف ایسا قبیح فعل منسوب کرنا جہالت ہے۔ قرآن کریم سے اِس مفروضہ کے بطلان کے بعد سیاہ فام لوگوں کو موردِ لعنت ٹھہرانے کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔

اسلام یہ اصول پُورے شدّ و مدّ کے ساتھ پیش کرتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو برابر پیدا کیا گیا

نمائندگانِ شوریٰ

مجلس شوریٰ (بر موقعہ سالانہ اجتماع) میں شمولیت کیلئے اپنی مجالس کے نمائندگان کا انتخاب کروا کے جلد مرکز میں بھجوائیں۔! (معتمد مرکزیہ)

قائدین کرام!

اپنی مجلس کی تجنید خدام برائے سال ۸۲-۱۹۸۱ء جلد مرکز میں بھجوائیں۔ (مہتمم تجنید خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے :-

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً
وَّاحِدَةً (یونس آیت ۲۰)

تمام لوگ ایک ہی جماعت تھے۔

پھر فرمایا :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ
الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ
وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا
وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا
وَّنِسَاءً ج (النساء آیت ۲)

اے لوگو! اپنے ربّ کا تقویٰ
اختیار کرو جس نے تمہیں ایک ہی
جان سے پیدا کیا اور اس کی جنس
سے ہی اُس کا جوڑا پیدا کیا اور ان
دونوں میں سے بہت سے مرد اور
عورتیں پیدا کر کے دُنیا میں پھیلائے۔

اسلام کے نزدیک کوئی قبیلہ دوسرے سے اصلاً
مختلف نہیں اور نہ ہی کوئی سفید فام کسی سیاہ فام سے
کسی طور پر بھی برتر ہے۔ قرآن مجید بڑے واضح اور
محکم انداز میں فرماتا ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ط
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
أَتْقَاكُمْ ط (الحجرات آیت ۱۴)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت
سے پیدا کیا اور تم کو کئی گروہوں اور
قبائل میں تقسیم کر دیا تا کہ تم ایکدوسرے
کو پہچانو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے
جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع
کے موقع پر واشگاف الفاظ میں یہ فرمایا کہ کسی عربی
کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، نہ
سفید کو سیاہ پر اور نہ سیاہ کو سفید پر کوئی برتری
حاصل ہے۔ تمام انسان آدم کی نسل میں سے ہیں اور
آدم کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی۔ (بخاری)

قرآن مجید کی رُو سے تمام لوگ خواہ اُن کا
تعلق کسی ملک سے ہو، کوئی سی زبان بولتے ہوں،
اُن کی رنگت خواہ کیسی ہی ہو وہ ایک ہی چھت کے
نیچے رہنے والے خاندان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آسمان
کے نیچے رہنے والے تمام بنی نوع انسان برابر حقوق
اور خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے برابر فائدہ اُٹھانے کے
حقدار ہیں

قرآن کریم کے مطابق انسان کو ایک عزّت
کا مقام حاصل ہے اور اُسے ایسی صلاحیتوں اور
استعدادوں سے نوازا گیا ہے جنہیں بروئے کار لا کر
وہ اعلیٰ مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اور انسان کا اعزاز
ہمہ گیر اور بلا رنگ و نسل ہے۔

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں ہر انسان کو

برابر قرار دیا گیا ہے اور اسے خلیفۃ اللہ بھی کہا گیا ہے۔ گویا انسان کو خدا تعالیٰ کے جانشین کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور رنگ و نسل یا عقیدہ کا کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان خواہ وہ سیاہ ہو یا سفید، اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اُسے عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہئے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا نائب ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں بیان ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا، آپؐ کھڑے ہو گئے۔ صحابہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! یہ جنازہ تو ایک یہودی کا ہے۔ تو فرمایا۔ کیا وہ انسان نہیں ہے؟

نبیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے دُنیا کے سامنے نمونہ پیش کیا اور آپؐ کے بعد آج تک مسلمان اُن پر عمل پیرا ہیں۔ یہ امر آپ سب کے لئے دلچسپی کا باعث ہو گا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی مسجد میں صرف دو ہی منصب دار تھے، ایک آپؐ کی اپنی ذاتِ ستودہ الصفات تھی (بحیثیت امام مسجد) اور دوسرے ایک آزاد حبشی غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ (بحیثیت مؤذن) جن کا نام زبان پر آجانے سے تمام دُنیا کے مسلمان، گورے ہوں یا کالے سب اُن کے لئے ایک خاص عقیدت اور احترام کا جذبہ اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحدتِ انسانی کو توحیدِ الٰہی کے ساتھ اِس طرح منسلک کر دیا کہ ایک خدا کی عبادت کرتے وقت سب انسان ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر ایک ہی طرح عبادت بجا لاتے ہیں۔ ہماری مسجدوں میں رنگ اور نسل کے لحاظ سے صفوں میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا جاتا اور اسی طرح امیر اور غریب اور بادشاہ اور اس کی رعیت کے لئے بھی جگہیں مخصوص نہیں ہوتیں۔ کالے گوروں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہو کر اپنے خالق کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔

نسلِ انسانی کی مساوات کا اَور زیادہ نمایاں اور رُوح پرور منظر مکہ میں ہر سال حج کے موقعہ پر دکھائی دیتا ہے جبکہ کالے گورے اور زرد رنگ کے لوگ خواہ وہ بادشاہ ہوں یا رعایا امیر ہوں یا غریب دو سفید چادروں میں ملبوس بلا امتیاز مل جُل کر اپنے خدا کے حضور جُھکتے ہیں۔

(باقی)

عبدالغنی قیصر
کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور

زمین پر ظہورِ انسان

قرآنی آیات کی روشنی میں سائنسی تحقیق!

(۲)

(سلسلہ کے لئے دیکھئے "خالد" ماہ جون ۱۹۸۱ء)

مسلمانوں کے ایک بڑے طبقہ کا نظریہ ہے کہ خدا نے پہلے حضرت آدمؑ کا بُت بنایا اور پھر اس میں رُوح پھونکی اور یہ تخلیق آسمان پر ہوئی ——؟ —— اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کا حضرت آدمؑ کا بُت بنانے اور پھر اس میں رُوح پھونکنے کا سوال ہے قرآن سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ زندگی پر کئی ارتقائی ادوار گزرنے کے بعد آدمؑ کی پیدائش ہوئی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (سورۃ آل عمران آیت ۶۰)

ترجمہ:- (یاد رکھو) عیسیٰ کا حال اللہ کے نزدیک آدم کے حال کی طرح ہے۔ اُسے (یعنی آدم کو) اُس نے خشک مٹی سے پیدا کیا پھر اس کے متعلق کہا کہ تُو وجود میں آجا تو وہ وجود میں آنے لگا۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے "پیدا کیا" اور "وجود میں آجا" کے الفاظ استعمال کر کے یہ حقیقت بیان کر دی ہے کہ انسان کی پیدائش پانی اور مٹی سے ہوئی اور وہ وجود میں ارتقاء کے ایک طویل سفر کے بعد آیا۔ ارتقاء کی حقیقت کا بھید خدا نے "آنے لگا" کے الفاظ استعمال کر کے واضح کر دیا ہے۔ یعنی پیدائش کا مرحلہ پانی اور مٹی میں گزر چکا اور وجود میں آنے کا مرحلہ ارتقاء کے عمل کے ذریعے شروع ہو گیا۔ گویا خدائی فرمان کے جاری ہوتے ہی انسان اپنی اصلی صورت میں آنے کے لئے ارتقائی مراحل طے کرنے لگا۔ یہ امر اب سائنسی شواہد سے بھی ثابت ہو چکا ہے جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

دوسری غور طلب اور اہم بات اِس آیت میں یہ ہے کہ خدا نے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت آدمؑ کے حال کو مشابہ قرار دیا ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰؑ ایکدم سے وجود میں نہیں آ گئے تھے بلکہ شکمِ مادر میں ترقی کے تمام مراحل طے کر کے اِس دُنیا میں وارد ہوئے تھے اِس لئے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت آدمؑ کے حال میں یکسانیت تبھی ہو سکتی ہے کہ جب حضرت آدمؑ کی پیدائش بھی ارتقائی مراحل سے ثابت ہو۔ سائنس والوں کا یہ انکشاف اِس حقیقت کا تائیدی ثبوت فراہم کرتا ہے کہ شکمِ مادر میں انسانی بچّہ جن حالتوں سے گزرتا ہے وہ دراصل اُن حالتوں کی نشانیاں ہیں جن میں آدمؑ کی پیدائش سے پہلے زندگی مختلف ادوار سے گزر چکی ہے۔

پس آدمؑ کی پیدائش اور عیسیٰؑ کی پیدائش نے منازلِ ترقی طے کیں اور ایک طرح کی حالتوں اور کیفیّتوں سے گزرے۔

مسئلہ کا دوسرا حصّہ یہ ہے کہ آیا حضرت آدمؑ کی پیدائش آسمانوں پہ ہوئی تھی یا اسی زمین پر؟۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ حضرت آدمؑ آسمانوں پر پیدا ہوئے تھے اور پھر زمین پر بھیج دیئے گئے تھے تو اوّل تو یہ اِس طرح ناممکن ہے کہ قانونِ فطرت کے خلاف ہے کیونکہ خلاء میں زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ اور پھر ہر وہ جاندار یا بے جان شئے جو خلاء سے زمین پر آئے گی راستہ میں ہی جل کر راکھ ہو جائیگی۔ قرآن کریم کی یہ آیت اِس نظریہ کی تردید کرتی ہے:۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ
اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

...... (سورۃ البقرۃ)

ترجمہ:۔ اور (اے انسان! تُو اُس وقت کو یاد کر) جب تیرے ربّ نے ملائکہ سے کہا کہ مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔.....

خدا نے آسمان نہیں کہا بلکہ زمین کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے واضح ہے کہ آدمؑ اِسی زمین پر ارتقائی مراحل طے کر کے وجود میں آئے تھے۔ اگر آدمؑ واقعی زمین پر پیدا ہوئے تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی جنّت تھی جس میں انہیں رکھا گیا تھا ــــ؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ جنّت کے لغوی معنی "باغات" کے ہیں۔ سو یہ باغات زمین پر بھی ہو سکتے ہیں۔ آدمؑ کی جنّت "جنّتِ ارضی" تھی نہ کہ وہ جنّت جو روزِ حساب بطور جزا مومنوں کو انعام کی جائے گی۔ خدا فرماتا ہے:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
جَنَّتٰنِ ۝ (سورۃ الرحمٰن آیت ۴۷)

ترجمہ:۔ جو شخص اپنے رب کی شان سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنّتیں ہیں (اُخروی اور دُنیوی بھی)

توراۃ بھی آدم کو دُنیوی جنّت میں رکھنے کی تائید کرتی ہے۔ دُنیا کی پیدائش کے باب میں لکھا ہے:۔

"..... اور خداوند نے عدن میں
پورب کی طرف ایک باغ لگایا اور
آدم کو جسے اُس نے بنایا تھا وہاں
رکھا ـــــ اور خداوند نے آدم کو
حکم دے کر کہا کہ تُو باغ کے ہر
درخت کا پھل کھایا کر لیکن نیک و
بد کے درخت سے نہ کھانا کیونکہ
جس دن تُو اس سے کھائے گا تو
ضرور مرے گا" ـــــ
(پیدائش باب ۲/۱)

حضرت آدم کے دنیوی جنّت میں رکھے جانے کی قرآنی دلیل یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے :۔

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ
وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

(سورۃ الحجر آیت ۴۹)

ترجمہ :۔ نہ انہیں ان (اخروی جنّتوں) میں کوئی تھکان ہوگی اور نہ انہیں **اِن میں سے کبھی نکالا جائیگا۔**

یعنی خدا کا وعدہ ہے کہ جو اخروی جنّت میں ایک بار داخل ہو جاتا ہے پھر کبھی بھی وہاں سے نکالا نہیں جاتا ۔ پس چونکہ حضرت آدمؑ کو جنّت سے نکال دیا گیا تھا لہٰذا وہ جنّتِ اخروی میں نہ تھے بلکہ کسی ارضی جنّت میں تھے ۔

حضرت آدم کے سلسلہ میں ایک نظریہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ پہلے بشر تھے جو زمین پر پیدا ہوئے بعد میں اُن کی پسلی سے حضرت حوّا پیدا ہوئیں سائنس اس نظریہ کو تسلیم نہیں کرتی کہ ابتداء میں زمین پر صرف ایک بشر وجود میں آیا تھا ۔ حضرت حوّا کی "پسلی" سے پیدائش کے خیال کو تو سائنسدان ہی نہیں ایک عام انسان کی عقل بھی تسلیم نہیں کر سکتی ـــــ اس سلسلہ میں جس حدیث نبویؐ کا حوالہ دیا جاتا ہے اس میں حوّا کا نہیں بلکہ مجموعی طور پر عورت کا ذکر کیا گیا ہے اس میں عورت کی فطرت کے ایک خاصہ کی طرف اشارہ ہے ـــــ سائنسی نظریہ کی رُو سے انسان جب بے شمار ارتقائی مراحل سے گزر کر انسانی شکل میں آیا تو وہ کوئی ایک انسان نہ تھا بلکہ افراد پر مشتمل گروہ زمین کے مختلف خطوں میں پھیلے ہوئے تھے جس میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی اور جو اپنے خطّہ کے ماحول کے لحاظ سے ایک دوسرے سے شکل و صورت اور بناوٹ میں قدرے مختلف تھے مگر بنیادی طور پر اُن میں کوئی فرق نہ تھا۔ آدم اِس زمین پر پہلے بشر نہ تھے بلکہ ایک علامتی انسان تھے جن سے بہت پہلے انسان کی نسل شروع ہو چکی تھی ۔ قرآن کریم سے بھی یہی ثابت ہے کہ آدمؑ پہلے انسان نہ تھے بلکہ پہلے انسان تھے جو شریعت کے بار کے متحمل قرار دیئے گئے اور جن سے تہذیبی زندگی کا آغاز ہوا ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :۔

وَقُلْنَا يَآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ
وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا

مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا
وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ٥
(سورۃ البقرۃ آیت ۳۶)

ترجمہ :۔ اور ہم نے (آدم سے) کہا (کہ)
اے آدم! تُو اور تیری بیوی
جنّت میں رہو اور اس میں جہاں
سے چاہو بافراغت کھاؤ مگر
(فلاں) درخت کے قریب نہ جانا
ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

اِس سلسلے میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جب
خدا نے فرشتوں سے آدم کے متعلق بات کی تو کہا :۔
"مَیں زمین میں ایک خلیفہ بنانے
والا ہوں"
خلیفہ کا لفظ اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ
اُس وقت زمین پر اَور لوگ بھی موجود تھے جن میں
سے آدم کو خدا نے اپنا خلیفہ بنانے کا اعلان کیا۔
ایک اَور جگہ خدا فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ
ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ
اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ
السّٰجِدِيْنَ ٥
سورۃ الاعراف آیت ۱۲)

ترجمہ :۔ اور ہم نے تمہیں (بہت سے لوگوں کو)
پیدا کیا جس کے بعد تم کو (تمہارے
مناسب حال) صورتیں دیں۔ پھر
ملائکہ سے کہا کہ آدم کی اطاعت
کرو۔ اِس پر سوائے ابلیس کے
تمام نے سجدہ کیا۔ وہ (ابلیس)
اطاعت گزاروں میں سے نہ بنا۔

یعنی آدمؑ اکیلے نہ تھے بلکہ اَور بھی بہت سے
لوگ تھے مگر آدم چونکہ اُس وقت کے کامل انسان
تھے اِس لئے خدا نے اپنے منشاء کے مطابق فرشتوں
کو آدم کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ـــــ ایک اَور
جگہ خدا فرماتا ہے :۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ
..... (سورۃ البقرۃ آیت ۳۹)

ترجمہ :۔ (تب) ہم نے کہا (جاؤ) سب کے
سب اِس میں سے (جنّت میں سے)
نکل جاؤ ۔ .....

اِس آیت میں خدا نے "سب کے سب" کہہ کر
واضح کر دیا ہے کہ وہاں جنّت میں صرف آدم اور
حوّا ہی نہ تھے بلکہ افراد کی کثیر تعداد تھی۔ آدمؑ چونکہ
ان سب کے لئے خدا کی طرف سے خلیفہ مقرر ہوئے
تھے۔ اِس لئے خلیفہ کے جنّت سے نکالے جانے پر
وہ بھی ان کے ساتھ شامل تھے ـــــ اِس سلسلے
میں ایک اَور غور طلب بات یہ ہے کہ آدم نبی تھے
اور نبی ہمیشہ کسی قوم یا گروہ کی طرف بھیجے جاتے
ہیں۔ پس اگر آدمؑ پہلے انسان تھے تو کیا پتھروں

اور جانوروں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے تھے ؟ ۔ یقیناً ایسا نہیں تھا بلکہ ارتقاء کے عمل سے لوگوں کا جو ایک کثیر گروہ وجود میں آگیا تھا اس میں سے ذہنی لحاظ سے اپنے زمانہ کے پہلے کامل انسان کو خدا نے آدم کہا اور بقیہ لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔

ایک اور ثبوت اس ضمن میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے .... حضرت آدمؑ کی جو تاریخ پیدائش بتائی وہ سائنسی طریقوں سے جمع شدہ پہلے متمدّن اور باشعور انسان کی تاریخ پیدائش سے تو ملتی جلتی اور آس پاس ہے مگر پہلے انسان کی پیدائش سے بالکل مختلف ہے۔ پس حضرت آدمؑ زمین پر پہلے انسان نہ تھے بلکہ اُن سے بہت پہلے نسل انسانی کا آغاز ہو چکا تھا۔۔۔۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے ایک مرتبہ ایک انگریز پروفیسر ریگ کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا :۔

"ہم تو اس آدمؑ سے پہلے بھی نسل انسانی کے قائل ہیں جیسا کہ قرآن شریف کے الفاظ سے پتہ چلتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً خلیفہ کہتے ہیں جانشین کو۔ اِس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آدم سے پہلے بھی مخلوق موجود تھی۔" (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۵ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

پھر ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا :

"یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے۔ اور سائنس خواہ کتنی ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اصول اسلام کو ہرگز ہرگز نہیں جھٹلا سکتی۔" (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۵ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء)

پس سائنس اور مذہب میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مختلف مظاہر قدرت جن میں سے ایک زمین پر ظہور انسان بھی ہے، کے سلسلے میں سائنس آج جو کچھ کہہ رہی ہے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے ان حقائق کا ذکر فرما دیا تھا۔۔۔۔ اس سے بڑی دلیل اور ثبوت اور نشان قرآن حکیم کی سچائی اور عظمت کا بھلا اور کیا ہو سکتا ہے۔۔۔۔ خدا ہمیں اس عظیم کتاب کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ❖

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب کے اعزاز میں ۹/۲ /۸۱ کو الوداعی پارٹی دی اور نئے معتمد مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا۔ (ادارہ)

تحقیقی مقالہ

سانپوں کی اقسام

(قسط پنجم)

(جناب پروفیسر محمد شریف خان - ربوہ)

ماہرین حیوانیات سانپوں کو بہت سی قبیلوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ قارئین کو غیر ضروری تفصیلات اور اقسام کے بارہ میں بتلانے کی بجائے چیدہ چیدہ اور ضروری قبیلوں کے ذکر پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

ماہرین سانپوں کو ۲ دو بڑے گروہوں میں تقسیم کرتے ہیں (ا) سمندری سانپ۔ (ب) خشکی کے سانپ۔

(ا) سمندری سانپ: جو پانی کے ماحول کے مطابق باقی سانپوں سے مختلف قویٰ رکھتے ہیں۔ ان کا جسم بھدا اور موٹا ہوتا ہے۔ کھال جسم کو چھوڑے ہوئے ڈھیلی ڈھالی ہوتی ہے۔ دُم چپٹی، مچھلی کی دُم کی طرح ہوتی ہے۔ اس کی مدد سے سانپ پانی میں اپنا راستہ کھیتا ہے۔ نتھنے ڈھکنے دار اور بالائی جانب ہوتے ہیں تاکہ پانی اُن میں گھس نہ سکے۔ اسی طرح زبان بہت چھوٹی ہوتی ہے کیونکہ پانی میں سونگھنے اور چکھنے کی حس غیر مؤثر ہوتی ہے۔ پیٹ کے زیریں چانے جسم کے دوسرے چانوں جیسے ہوتے ہیں۔

(ب) خشکی کے سانپ: خشکی کے سانپ پھرتیلے جسم والے اور باریک ہوتے ہیں۔ کھال کسی ہوئی، دُم باریک، گول اور لمبی ہوتی ہے۔ نتھنے ڈھکنے دار نہیں ہوتے۔ اسی طرح زبان لمبی اور دو شاخہ ہوتی ہے۔ ناک اور زبان سانپ کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پیٹ کے چانے چوڑے اور باقی جسم کے چانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ زمین پر رینگنے میں مدد دیتے ہیں۔

ان ۲ دو گروہوں میں تقسیم کے علاوہ سانپوں کو ان کی دوسری خصوصیات یعنی جسمانی بناوٹ، رہن سہن کے طور طریقوں کی بنا پر بھی درج ذیل مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ قبیل ٹفلوپیڈی (TYPHLOPIDAE)

عرفِ عام میں انہیں "اندھے سانپ" کے

نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس گروہ میں تقریباً ۲۰۰ سانپوں کی اقسام بتائی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں عام طور پر کھیتوں کے "بنے" پانی دیتے وقت جب ٹوٹ جاتے ہیں یا دریاؤں کے کناروں سے جب ریت اٹھائی جاتی ہے تو اکثر کیچوے کی طرح کے باریک سانپ نظر پڑتے ہیں۔ عام طور پر انہیں سانپ کے بچے (سپولیے) خیال کیا جاتا ہے جبکہ یہ پورے سانپ ہوتے ہیں۔ یہ سانپ کاٹ نہیں سکتے۔ زیر زمین رہتے ہیں۔ کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں۔ ان کے جسم کے تمام چانے ایک جیسے ہوتے ہیں۔ یہ انڈے دیتے ہیں۔ دُم بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ سر اور دُم میں خاص فرق نہیں ہوتا۔ انہیں بآسانی ہاتھ میں پکڑا جا سکتا ہے۔ یہ غیر زہریلے اور مضرت رساں نہیں ہوتے۔

۲۔ قبیل لیپٹوٹفلوپیڈی (LEPTO-TYPHLOPIDAE) عرفِ عام میں یہ سانپ "دھاگا سانپ" کہلاتے ہیں۔ ان کی تقریباً ۴۰ اقسام ریکارڈ کی گئی ہیں۔ یہ شکل و شباہت میں "اندھے سانپوں" سے ملتے جلتے ہیں لیکن یہ ان سے زیادہ باریک اور لمبے ہوتے ہیں۔ یہ سانپ بھی زمین کے اندر ہی رہتے ہیں۔ زمین کی سطح پر شاذ ہی نمودار ہوتے ہیں۔ ان کی خوراک بھی کیڑے مکوڑے ہوتی ہے اور یہ غیر خطرناک ہوتے ہیں۔ انہیں بھی بآسانی ہاتھ میں پکڑا جا سکتا ہے۔ غیر زہریلے ہوتے ہیں۔ یہ بھی انڈے دیتے ہیں۔

۳۔ پائیتھن اور بُوا (PYTHONS BOAS)

عرفِ عام میں یہ سانپ "اژدہے" کہلاتے ہیں اور یہ سانپوں کی دنیا کے عظیم الجثہ اقسام پر مشتمل ہیں۔ ان سانپوں میں بہت سے خواص اپنے اجدادی چھپکلیوں کے ابھی تک موجود ہیں۔ اس لئے یہ سانپ بہت قدیم خیال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان میں کولہے کی ہڈی، پچھلی ٹانگوں کی ہڈیاں نمایاں طور پر پائی جاتی ہیں۔ ان میں دو پھیپھڑے ہوتے ہیں۔ درختوں پر رہنے والے اژدہوں میں دُم سے کام لیا جاتا ہے اور یہ سانپ کو ٹہنیاں وغیرہ پکڑنے میں مدد دیتی ہے۔ کوئی بھی اژدہا زہریلا نہیں۔ تمام اژدہے اپنے شکار کو جسم کے بلوں میں کس کر قابو کرتے ہیں۔

اژدہے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ بُوا (BOA)۔ یہ اژدہے بچے جنتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کھوپری کی ہڈیاں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ ان میں درج ذیل بُوا کی اقسام بہت مشہور ہیں۔

اَ۔ بُوا کنسٹریکٹر (BOA CONSTRICTOR) یہ برِاعظم امریکہ میں پایا جاتا۔ اس کا قد ساڑھے اٹھارہ فٹ تک ہوتا ہے۔ یہ بآسانی سدھایا جا سکتا ہے اور عام طور پر

سرکسوں میں دکھایا جاتا ہے۔ اس کی قدرتی خوراک میں چوہے، گلہریاں، خرگوش، پرندے اور بڑی چھپکلیاں شامل ہیں۔ اس کی عمر ۲۳ سال تک ریکارڈ کی گئی ہے۔

ii۔ ربڑبوا (RUBBER BOA)۔ یہ نوع جنوبی کینیڈا اور شمالی امریکہ کے جنگلات میں پائی جاتی ہے۔ یہ صرف ۱۸ انچ تک لمبا ہوتا ہے۔ یہ بھی گلہری کی قبیل کے جانوروں اور دوسرے چھوٹے جانوروں کا شکار کرتا ہے۔ اس کی ایک دلچسپ عادت یہ ہے کہ خطرہ کے وقت فوراً یہ اپنے جسم کو گیند کی شکل میں گول کر لیتا ہے اور اپنا سر چھپا لیتا ہے لیکن دُم کو جسم کے اُوپر اس طرح جھٹکے دیتا ہے جیسے کہ یہ سر ہو اور حملہ آور ہونے کے لئے تیار۔ اس طرح یہ جسم کے ایک غیر ضروری حصّہ کو نمایاں کر کے جسم کے دوسرے اہم حصّے (سر) کو محفوظ کر لیتا ہے۔

iii۔ ایناکونڈا (ANACONDA)۔ یہ نوع جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہے اور یہ ۹ فٹ تک لمبے ہوتے ہیں۔ اس کا جسم بہت بھاری بھرکم ہوتا ہے۔ اکثر سانپ ۳ فٹ قطر اور ۲۳۵ پاؤنڈ وزن کے ہوتے۔ یہ نوع دلدلوں اور دریاؤں کے کناروں پر پائی جاتی ہے۔ اس کی عام خوراک مچھلی ہے۔ لیکن یہ پانی میں ڈوبا ہوا صرف نتھنے اور آنکھیں باہر رکھتا ہے۔ اس طرح جونہی کوئی جانور پانی پینے آتا ہے اُسے دبوچ کر چٹ کر جاتا ہے۔ چنانچہ اس طرح ہرن اور جنگلی سور اس کی خوراک میں شامل ہیں۔

iv۔ "دُومُونہی" یا سینڈبوا (SAND BOA)۔ یہ سانپ ایشیائی اور افریقی ممالک میں پائے جاتے ہیں لیکن ان میں سے بڑی سے بڑی نوع ۳ فٹ سے زیادہ لمبی نہیں ہوتی۔ یہ انواع عام طور پر سنگلاخ ریتلے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ سانپ عام طور پر ریت میں رہتے ہیں۔

پاکستان میں ان انواع میں سے ایک نوع پائی جاتی ہے جسے عرفِ عام میں "دومونہی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ صرف اڑھائی فٹ کے قد کاٹھ کی ہوتی ہے۔ اس کی دُم چھوٹی اور اس کا سرا کٹا ہوا ہوتا ہے اور اس پر آڑھے دار کی دھاریاں اسے سر کی سی شکل کا بنا دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسے عرفِ عام میں "دومُونہہ" والا سانپ کہا جاتا ہے۔ اس کے مُنہ کا دہانہ بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ کاٹ نہیں سکتا لیکن عوام میں اس کے چاند کے چاند کاٹنے کے قصّے بڑی نمک مرچ لگا کر بیان کئے جاتے ہیں۔ اس کی خوراک کیڑے مکوڑے، مینڈک،

چھپکلیاں، چوہے وغیرہ ہے۔

۲۔ پائی تھن (PYTHON)۔ یہ دوسری قسم کے اژدہے انڈے دیتے ہیں۔ اس قسم کے اژدہے امریکہ میں نہیں پائے جاتے صرف دنیائے قدیم سے متعلق ہیں۔ ان میں سب سے لمبے اژدہا جو عام طور پر ۳۰ فٹ لمبے ہوتے ہیں شامل ہیں۔ یہ اژدہے ۱۰۰ سے ۷۰ تک انڈے دیتے ہیں۔ مادہ انڈوں کیلئے گھونسلا بناتی ہے اور ان کے گرد کُنڈلی مارے بغیر کھائے پئے بیٹھی رہتی ہے۔ تقریباً دو ماہ کے بعد ہر انڈے سے ۲ فٹ ۶ انچ لمبے بچے نمودار ہوتے ہیں جو ہر شام پھر انڈوں کے خولوں میں واپس آجاتے ہیں جنہیں ابھی اُن کی ماں اپنی حفاظت میں رکھے ہوئے ہوتی ہے۔ اس گروہ کے اژدہوں کی کچھ دلچسپ انواع کے بارے میں مطالعہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

ا۔ ریٹیکولیٹ پائی تھن، جال دار اژدہا۔ (RETICULATE PYTHON)

یہ دنیا کا لمبا ترین اژدہا ہے۔ لمبے سے لمبا سانپ ۳۲ فٹ کا ہوتا ہے لیکن یہ قوی الجثہ نہیں ہوتا۔ یہ سانپ جنوبی ایشیا کے ممالک یعنی تھائی لینڈ، ملایا اور فلپائن کے گرد و نواح کے جزائر میں گھنے جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک میں چھوٹے چھوٹے جانور مثلاً مینڈک، چوہے، خرگوش وغیرہ شامل ہیں۔ ایک دفعہ ایک سانپ نے ۱۴ سالہ لڑکے کو نگل لیا تھا۔ یہ سانپ ۱۵ سے ۱۰۰ تک انڈے دیتا ہے جس سے ۸ سے ۱۰ ہفتوں کے بعد ۲ فٹ لمبے بچے نمودار ہوتے ہیں۔ اس کے جسم پر کالی کالی ڈبیاں جال بنائے ہوئے ہوتی ہیں۔

اا۔ ہندوستانی اژدہا: (INDIAN PYTHON)۔ یہ قبیل بھی جنوبی ایشیا میں عام پائی جاتی ہے۔ اس کے پھیلاؤ کا مغربی کنارہ پاکستان ہے چنانچہ یہ اژدہا سندھ کے زیریں میدان اور بلوچستان کے مغربی حصہ میں پایا جاتا ہے۔ یہ عام طور پر پانی کے کناروں اور گھنے جنگلوں میں پایا جاتا ہے۔ پانی میں بہت آسانی سے تیر سکتا ہے۔ زمین پر سیدھے طریق پر آہستہ آہستہ رینگتا ہے۔ اس کی لمبائی ۱۹ سے ۲۰ فٹ ریکارڈ کی گئی ہے۔ عام طور پر یہ اپنی دُم ٹہنی کے گرد لپیٹ کر درخت سے جھولتا رہتا ہے جونہی کوئی شکار اس کے قریب آتا ہے حملہ آور ہوتا ہے۔ چنانچہ ہندوستانی اژدہے کے بارہ میں ایک اور قابل ذکر بات اس کا بڑے بڑے جانوروں کا شکار ہے۔ چنانچہ ایک اژدہے نے تو ایک سالم

چیتے کو نگل لیا تھا۔

iii- گیند اژدہا (BALL PYTHON)

یہ اژدہا مغربی افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً ۵ فٹ ہوتی ہے۔ یہ سب اژدہوں سے اچھی طبیعت رکھتا ہے اور اکثر یہ بآسانی پالا جا سکتا ہے۔ جب اسے خطرہ محسوس ہوتا ہے فوراً یہ گول گیند کی طرح ہو جاتا ہے۔ اپنا سر اور دُم چھپا لیتا ہے۔

iv- ہرا اژدہا: (GREEN TREE PYTHON) - یہ سانپ انڈونیشیا اور اس سے ملحقہ جزائر میں جنگلات میں پایا جاتا ہے۔ یہ درختوں کی ٹہنیوں کے اُوپر اپنے جسم کو لچھے دار کر کے بیٹھا رہتا ہے جونہی کوئی جانور پاس سے گزرتا ہے اُسے اپنے لمبے دانتوں میں دبوچ لیتا ہے۔ اس کی لمبائی ۷ فٹ ہوتی ہے۔

اب تک ہم ایسے سانپوں کے بارہ میں بتاتے آئے ہیں جنہیں ماہرین حوامیّات —— (HERPETOLOGISTS) ارتقائی لحاظ سے بہت قدیم خیال کرتے ہیں۔ اب ان سے جدید انواع کے بارہ میں بات کی جاتی ہے۔

۵- کولو برائیڈی (COLUBRIDAE)-

اس قبیلہ میں دُنیا کے سانپوں کے تین چوتھائی سانپ شامل ہیں اور انہیں مثالی سانپ کہا جا سکتا ہے۔ اس طرح یہ سانپوں کی دوسری قبیلوں سے سب سے بڑی قبیلہ ہے۔ اس میں اندازاً اڑھائی ہزار سانپ شامل ہیں۔ یہ سوائے آسٹریلیا کے باقی تمام رُوئے زمین پر بکثرت پائے جانے والے سانپوں کی قبیلہ ہے۔

اس قبیلہ کے سانپ مختلف قسم کی انواع پر مشتمل ہیں جو اپنی عادات و خصائل، جسمانی بناوٹ، رہن سہن کے طریق غرضیکہ اکثر لحاظ سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہوتے ہیں۔ یہ زمین پر درختوں پر یا پانی میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سانپ اکثر انسان کے لئے غیر مضرت رساں ہوتے ہیں لیکن بعض کولو برڈ سانپوں کا تھوک اپنے شکار کے لئے زہر کا سا اثر رکھتا ہے۔ جس کی مدد سے شکار پر قابو پایا جاتا ہے۔

ان سانپوں کے خواص یہ ہیں۔ ان میں صرف ایک پھیپھڑا ہوتا ہے۔ ٹانگوں وغیرہ کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ پیٹ کے چانے بہت چوڑے ہوتے ہیں کہ یہ جانبی چانوں کو چھوتے ہیں۔ سر پر ۹ بڑے بڑے چانے ہوتے ہیں۔

کولو برائیڈی قبیلہ کو مزید دو ذیلی قبیلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ وجہ تقسیم درج ذیل ہے:-

(الف) دانتوں میں زہر کی کچلیاں مفقود ہوتی

ہیں ـــــ اس قسم کے کولوبر سانپوں کو ذیلی قبیل کلوبرائینی (COLUBRINAE) میں شامل کیا گیا ہے۔ ان سانپوں کی مزید گروہوں میں تقسیم ماہرین کے لئے مسئلہ ہے۔ کیونکہ بعض اقسام ایک دوسرے سے بعض اوصاف میں اتنی مختلف ہیں کہ انہیں کسی ترتیب میں لانا مشکل ہے۔

اس ذیلی قبیل کے سانپ پاکستان میں درج ذیل گروہوں سے متعلق ہیں۔ ان کی چیدہ چیدہ انواع کے متعلق درج ذیل بیان خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

ا۔ گروہ سپیلیروسوفس (SPALEROSOPHIS)

اس نوع کے سانپ تقریباً تمام پاکستان میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سانپ تقریباً دو سے اڑھائی فٹ لمبے ہوتے ہیں۔ بچے کی حالت میں اُن کے جسم کی بالائی جانب سُرخ اور سفید داغ ہوتے ہیں جبکہ جانبی طرف اسی قسم کے چھوٹے دھبوں کی دو قطاریں ہوتی ہیں۔ ویسے جسم کا رنگ پیلاہٹ مائل سُرخ ہوتا ہے۔ دیکھنے میں بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ عرف عام میں انہیں "چوہے کھانا" کہتے ہیں۔ جوانی کی حالت میں سَر سُرخ اور کالا ہو جاتا ہے اور جسم پر سفید، سُرخ اور کالے جانے پیدا ہو جاتے ہیں۔ بچپنے کے دھبے غائب ہو جاتے ہیں۔

یہ سانپ عام طور پر گھروں میں، یا چوہوں کے بِلوں کے پاس ملتا ہے۔ یہ غیر زہریلا ہے۔ عام طور پر آدمی سے مُٹھ بھیڑ پسند نہیں کرتا۔ اگر آمنا سامنا ہو جائے تو پھر اُونچی پھنکار کے بعد حملہ آور ہوتا ہے۔ اس کی خوراک میں کیڑے مکوڑے، چوہے، گلہریاں اور پرندے وغیرہ شامل ہیں۔ اکثر یہ چھتوں پر چڑھ جاتا ہے اور پرندوں کے بچے ہڑپ کر جاتا ہے۔ عام طور پر یہ سانپ انسان کے غصے کا شکار بنتا ہے۔

اا۔ گروہ کولوبر (COLUBER)۔ اس نوع کے سانپ بھی عام حالات میں جھاڑیوں، کھیتوں اور گھاس کے میدانوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سانپ باریک اور پھرتیلے ہوتے ہیں۔ ان کی مختلف اقسام پاکستان کے مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ انکی خوراک بھی چوہیاں اور کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں۔ یہ سانپ بھی غیر زہریلے اور انسان کے لئے غیر مضرت رساں ہوتے ہیں۔ ان کا جسم مٹیالا جس پر چوڑائی کے لحاظ سے چوڑے چوڑے کالے اور سفید

دھبے ہوتے ہیں۔
iii۔ گروہ ٹائس (PTYAS)۔ اس گروہ میں پائے جانے والے سانپ تقریباً اڑھائی سے تین فٹ لمبے ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سبزی مائل مٹیالا اور جانوں کا رنگ ہلکا کالا ہوتا ہے۔ یہ سانپ کھیتوں، نہروں کے ارد گرد کی زمین، میں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح دریاؤں کے بیلے میں یہ خاص طور پر پایا جاتا ہے ـــــ یہ سانپ عرف عام میں "مینڈک کھانا" کہلاتا ہے۔ اسے سنسکرت میں دھامن (رستی) کہا جاتا ہے ـــــ ضرورت پڑنے پر پانی میں کود جاتا ہے۔ اچھا تیراک ہے لیکن زیادہ دیر پانی میں ٹھہر نہیں سکتا۔ انسان کیلئے غیر مضرت رساں ہے۔ لیکن اگر اسے تنگ کیا جائے تو پھنکار کے ساتھ کاٹتا ہے اور گہرا زخم بنا سکتا ہے۔

iv۔ گروہ لائیٹو رنکس (LYTORHYNCHUS)
اس گروہ سے متعلق سب سے ۴ انواع پاکستان کے ریتلے علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ یہ سانپ نرم ریت میں رہتے ہیں۔ اور بڑی پھرتی سے ریت کے ذرات میں اپنے جسم کو چھپا لیتے ہیں۔ بڑے سے بڑا سانپ مشکل سے ایک فٹ قد تک پہنچتا ہے۔ اس کا سر لمبا اور نوکیلا جسے مشکل سے باقی جسم سے تمیز کیا جا سکتا ہے۔ یہ کیڑے مکوڑے، مینڈک اور چوہے اور چھپکلیاں کھاتے ہیں۔ منہ چھوٹا ہونے کے باعث انسان کیلئے غیر مضرت رساں ہے۔

v۔ گروہ لائیکوڈان (LYCODON)
اس گروہ کے سانپ ایک سے ڈیڑھ فٹ تک لمبے اور پتلے ہوتے ہیں۔ یہ مختلف علاقوں مثلاً گھاس دار ریتلے علاقوں، گھاس کے میدانوں، کھیتوں، نہروں کے کناروں کے ساتھ ساتھ، نم دار جگہوں پر پائے جاتے ہیں۔ عام طور پر جب گندم کاٹ لی جاتی ہے تو گندم کے گٹھوں کے نیچے چھپ جاتے ہیں۔ خاکی رنگ پر تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سنہری پیلے نشانات اس گروہ کے سانپوں کا خاصہ ہے۔ یہ چھوٹے کیڑوں اور پرندوں کے انڈوں پر گزر بسر کرتے ہیں اور غیر مضرت رساں ہیں۔

vi۔ گروہ اولیگوڈان (OLIGODON)
اس گروہ کے سانپ گروہ لائیکوڈان سے کچھ بڑے ہوتے ہیں۔ تقریباً دو فٹ تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ ہرے بھرے کھیتوں

اور نم دار گھاس کے میدانوں میں پائے
جاتے ہیں۔ جب انہیں خطرہ ہو تو جسم
کو سپرنگ کی طرح گول کر لیتے ہیں اور
سر چپٹا ہو جاتا ہے۔ ان کی خوراک میں
زیادہ تر پرندوں کے انڈے شامل ہیں۔
دوسرے گروہ کے سانپوں کو اِس گروہ
سے بآسانی ان کے سر پر کے نشانات
سے پہچانا جا سکتا ہے جو یا تو دائیں
بائیں دو گہری کالی ترچھی پٹیوں یا
گردن پر چوڑے آڑے پٹے پر مشتمل
ہوتے ہیں۔ باقی جسم کا رنگ خاکی سے
خاکی سُرخ ہوتا ہے جس پر وقفوں سے
چھوٹے چھوٹے کالے داغ پائے جاتے
ہیں۔ یہ انسان کے لئے غیر مضرّت
رساں ہیں۔

VII۔ گروہ زینوکروفس (XENO-CHROPHIS) ——— یہ سانپ
جھیلوں، دلدلی علاقوں، نہروں اور
تالابوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا قد
ایک ڈیڑھ فٹ تک عام ریکارڈ
کیا گیا ہے۔ عرفِ عام میں ان سانپوں
کو "پانی والا" کے نام سے موسوم کیا
جاتا ہے۔ عام طور پر آدمی کو نہیں کاٹتا۔
مگر جب کاٹتا ہے تو گہرا زخم بناتا ہے۔
یہ پانی میں پائے جانے والے جانوروں
مثلاً کیڑے مکوڑوں، مینڈک اور مچھلی
کو کھاتے ہیں۔ اِس گروہ کی دو اقسام
ہی پاکستان میں ملتی ہیں۔

قبیل کولوبرائیڈی (COLUBRIDAE)
کی دوسری ذیلی قبیل کو درج ذیل ترکیب
پہچان سے دوسرے سانپوں سے ممیز کیا
جا سکتا ہے۔

(ب) جبڑے کے پچھلے تین چار دانت بڑے، کھوکھلے
اِس طرح کچلیاں بناتے ہیں اور اُن کا تعلق زہر
کی تھیلیوں سے ہوتا ہے ——— ذیلی قبیل
بوئیجی۔

اِس قبیل کے سانپ انسان کے لئے
کچھ زیادہ مضرّت رساں نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ
سانپ بہت چھوٹے تقریباً ایک سے ڈیڑھ
فٹ قد کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ انسان
کو کاٹتے ہیں تو صرف اگلے دانت استعمال
ہوتے ہیں۔ پچھلی زہریلی کچلیاں زخم تک رسائی
حاصل نہیں کر سکتیں۔ چنانچہ ان کا زہر صرف
شکار کو قابو کرنے کے کام آتا ہے۔

اِس قبیل کے سانپوں میں مندرجہ ذیل
گروہوں کے سانپ پاکستان میں پائے
جاتے ہیں ———

ا۔ گروہ بوئیجا (BOIGA)۔ اِس گروہ کے
سانپوں میں بڑا سر، بڑی آنکھیں اور جسم
جانبی اطراف سے پچکا ہوا، نیز بالائی درمیانی

چانوں کا بڑا ہونا پایا جاتا ہے جیسا کہ اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے ان سانپوں کے بالائی جبڑے کے پچھلے دانت بڑے اور زہریلے ہوتے ہیں۔ یہ سانپ عام طور پر باغوں، جنگلات اور جھاڑی دار علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ درختوں پر بآسانی چڑھ سکتا ہے۔ عرفِ عام میں اِسے "گاما" سانپ کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات بڑی آنکھوں کی بناء پر اِسے "بلّی سانپ" بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پرندے اور چھپکلیاں کھاتا ہے۔

ii۔ گروہ ٹیلسکوپس (TELESCOPUS)۔ اِس گروہ کے سانپ بلوچستان کی طرف پائے جاتے ہیں۔ سر جسم سے چوڑا، بڑی آنکھیں ان کا خاصہ ہوتی ہیں۔ یہ سنگلاخ علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ عرفِ عام میں یہ بھی "بلّی سانپ" کہلاتے ہیں۔ ان کی خوراک میں چھپکلیاں اور کیڑے مکوڑے شامل ہیں۔

iii۔ پسامو فس (PSAMMOPHIS) یہ سانپ پاکستان کے ریتلے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان میں خصوصیت یہ ہے کہ سر لمبا اور جسم سے کچھ چوڑا۔ جسم باریک، دُم پتلی اور آنکھیں بڑی ہوتی ہیں۔ ان کے جسم پر سر سے لے کر دُم تک سفید دھاریاں ہوتی ہیں۔ یہ سانپ بہت پھرتیلا ہوتا ہے جس بناء پر اسے "تیر" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ جھاڑیوں، دیواروں پر چڑھ جاتا ہے۔ اِس گروہ کے سانپوں کی پانچ انواع پاکستان میں ملتی ہیں۔ انکی خوراک میں چھپکلیاں اور پرندے شامل ہیں۔

iv۔ انہائیڈرس (ENHYDRS) یہ اِس قسم کے کولوبر سانپ ہیں جو پوری طرح پانی کے ماحول کے مطابق ڈھل چکے ہیں چنانچہ ان کے ناک کے سوراخ بالائی جانب اور وال دار ہوتے ہیں تاکہ پانی ناک میں نہ جا سکے۔ ان کی آنکھیں چھوٹی، سر اور جسم میں تمیز نہیں کی جا سکتی۔ یہ سانپ سندھ میں جوہڑوں میں پائے جاتے ہیں۔

قبیل کولوبرائیڈی کے مندرجہ بالا چیدہ چیدہ گروہوں اور ان کی انواع سے متعلق مجمل طور پر ذکر ختم ہوا۔

(ا) سمندری سانپ، ذیلی قبیل ہائیڈروفینی (HYDROPHINAE)۔ یہ سانپ باقی سانپوں سے مندرجہ ذیل اوصاف کی بناء پر امتیاز کئے جا سکتے ہیں۔

دُم جانبی اطراف سے چپٹی ہوتی ہے۔ جس کی بناء پر یہ بآسانی پانی میں تیر سکتے ہیں۔ پیٹ کے چانے چوڑے نہیں ہوتے۔

اگر ہوتے ہیں تو پیٹ کی اطراف تک چوڑے نہیں ہوتے

نتھنے تھوتھنی کے بالائی طرف پائے جاتے ہیں تاکہ تیرتے ہوئے سانس لینے میں دقت نہ ہو۔ آنکھیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔

جسم ڈھیلا ڈھالا۔ کھال لجلجی ہوتی ہے۔ خشکی پر بے ڈھبے طریق سے حرکت کر سکتے ہیں۔ سونگھنے اور چکھنے کی طاقت بہت کم ہوتی ہے اس لئے زبان بہت چھوٹی ہوتی ہے۔

ان کی خوراک مچھلی ہوتی ہے۔ آدمی کو نہیں کاٹتے۔ سخت زہریلے ہوتے ہیں۔ یہ سمندر کے کناروں کے ساتھ ساتھ پائے جاتے ہیں۔ پانی سے باہر نہیں نکلتے۔ یہ انڈے نہیں دیتے بلکہ بچے جنتے ہیں۔

یہ سانپ سمندر میں ہی پائے جاتے ہیں۔ ان کی انواع کی تقسیم اس مضمون کے لحاظ سے بے فائدہ ہوگی۔ صرف یہ جاننا کافی ہے کہ اس ذیلی قبیل کے سانپ ۵۰ انواع پر مشتمل ہیں اور تمام دنیا کے مختلف سمندروں میں پھیلے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

ان کے زہریلے دانت دائیں بائیں دو ہوتے ہیں اور مڑ نہیں سکتے چنانچہ اس لحاظ سے یہ کوبرا سانپ کی قبیل سے مشابہت رکھتے ہیں۔

قبیل الاپیڈی میں دو گروہ مشہور زہریلے سانپوں پر مشتمل ہیں۔

(ا) گروہ ناجا (یا ناگ) NAJA

(ب) گروہ بنگارس (یا کریٹ) BUNGARUS

یہاں کچھ دلچسپ حقائق بعض مشہور الاپیڈ انواع کے بارہ میں تحریر کئے جاتے ہیں۔ پہلے مختلف علاقوں کے کوبروں کے بارہ میں تحریر کیا جاتا ہے۔

ہندوستان کا کوبرا (INDIAN COBRA)

یہ سانپ ایران سے لیکر تمام جنوبی ہندوستان کے جزائر میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان اور پاکستان میں بھی یہ بکثرت ملتا ہے۔ اس کے پھن پر عینک نما نشان ہوتا ہے جو بعض علاقوں میں صرف ایک دائرہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ غائب ہوتا ہے۔ اس کا قد تقریباً ۵ سے ۷ فٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ عام طور پر مینڈک، چوہے، پرندے اور انڈے کھاتا ہے۔ یہ سانپ ہر قسم کے حالات یعنی جنگلات، کھلے گھاس کے میدانوں، خشک علاقوں نیز شہروں اور دیہاتوں کے نزدیک پایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ یہ پانی کے قریب عام طور پر رہتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ دن کے وقت یہ سانپ خطرناک نہیں ہوتا۔ ذرا آہٹ پاکر بھاگ جاتا ہے۔ مگر رات کے وقت جھٹپٹے میں یہ بآسانی دیکھ سکتا ہے۔ اور اس دوران زیادہ تر شکار کرتا ہے۔ چنانچہ اس وقت یہ انسان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہر سال تقریباً دس ہزار افراد اس سانپ سے ڈسے جاتے ہیں لیکن بعض وجوہ کی بنا پر جو کہ ہمارے اس مضمون کی آئندہ قسط میں بیان کی جائیں گی صرف ۱۰ میں سے ایک مریض اس مارگزیدگی کا شکار بنتا ہے۔

بعض اوقات یہ سانپ کچھ فاصلہ تک زہر پھوار کی شکل میں بھی پھینک سکتا ہے۔ کوبرا ۱۰ سے ۲۴ تک انڈے دیتا ہے۔ ناگ اور ناگن ان کی

حفاظت کرتے ہیں۔ جب بچے نکلتے ہیں تو تقریباً ایک فٹ لمبے ہوتے ہیں۔ جب بچہ انڈے سے نکل ہی رہا ہوتا ہے اس میں پھن پھیلانے اور ڈسنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے اور بڑے سانپ سے زیادہ حملہ آور ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ سانپ زمین سے اوپر اٹھے ہوتے ہیں اس لئے یہ گھٹنوں کے نیچے کاٹتے ہیں۔

شیش ناگ (KING COBRA)۔ یہ سانپ ہندوستان، جنوبی چین اور جنوبی ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں یہ نہیں ملتا۔ یہ تمام زہریلے سانپوں میں سب سے لمبا ہوتا ہے اور تقریباً ۱۴ فٹ سے ۱۸ فٹ ۴ انچ تک اس کی بڑی سے بڑی لمبائی ریکارڈ کی گئی ہے۔ یہ سانپ ان علاقوں میں عام نہیں پایا جاتا۔ ہندوستانی کوبرے کے برعکس یہ دن کے وقت شکار کرتا ہے اور یہ کھلے میدانوں میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ یہ خشکی پر، پانی میں اور درختوں پر بھی چڑھ سکتا ہے۔ یہ سانپ صرف دوسرے سانپ کھاتا ہے۔ چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ہر قسم کا سانپ یعنی زہریلا، اژدہا اور دوسرے کوبرے بلکہ اس کی اپنی انواع کے سانپ بھی اس کا شکار بنتے ہیں۔

حملہ کرتے وقت یہ اپنا جسم زمین سے پانچ چھ فٹ تک اوپر اٹھا لیتا ہے اور جارحیت پسند ہے بغیر کسی وجہ کے بھی حملہ کر دیتا ہے۔ عام طور پر اس سانپ کو سانپوں میں سب سے عقلمند سانپ خیال کیا جاتا ہے۔ یہ گھونسلے میں انڈے دیتا ہے جو یہ اپریل سے مئی تک بناتا ہے۔ ۲۰ سے ۴۰ تک انڈے ہوتے ہیں جن میں سے جب بچے نکلتے ہیں تو ان کا قد تقریباً دو فٹ لمبا ہوتا ہے۔

مصری کوبرا (EGYPTIAN COBRA)۔ یہ افریقہ کے صحرائی علاقوں مثلاً مراکو سے جزیرہ نما عرب تک اور جنوبی طرف زمبیا اور جنوب مغربی افریقہ تک پایا جاتا ہے۔ اس کی خوراک میں مینڈک اور پرندے شامل ہیں۔ یہ تقریباً آٹھ فٹ تک قد کا ہوتا ہے۔ اس میں پھن چھوٹا ہوتا ہے۔ اس کا زہر انسانوں کے لئے اتنا زہریلا نہیں۔ روایت کے مطابق کلوپترا نے جس سانپ سے اپنے آپ کو ڈسوایا تھا وہ یہی سانپ تھا۔؟

زہر تھوکنے والا کوبرا (SPITTING COBRA)۔ یہ سانپ افریقہ کے صحرا کے جنوب میں، عام طور پر سارے افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کا قد ۲ سے ۴ فٹ تک لمبا ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر رات کے وقت چوہوں اور چھپکلیوں کا شکار کرتا ہے۔ پرندوں کے انڈے کھانے کے لئے یہ درختوں پر بھی چڑھ جاتا ہے۔ یہ جارحیت پسند نہیں ہوتا۔ اس کے بچے کو اگر تنگ کیا جائے تو بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے۔ اس کی کچلیوں کے اندر سے زہر کی نالی گزر کر سامنے کی طرف کھلتی ہے۔ جب یہ سانپ تنگ پڑ جاتا ہے تو عضلاتی دباؤ کے ساتھ زہر پھوار کی شکل میں باہر نکلتا ہے۔ اس دوران سانپ خاص طور پر پیچھے کی طرف جھک جاتا ہے تاکہ حملہ آور جانور کی آنکھوں کا نشانہ لیا جا سکے۔ عام طور پر اس طرح جو زہر آنکھوں میں پڑتا ہے مقدار میں اتنا زیادہ نہیں

ہوتا کہ خون میں شامل ہو کر مہلک ثابت ہو۔ پھر بھی یہ آنکھوں کی جھلیوں میں سوزش پیدا کر کے انسان کو اندھا کر سکتا ہے۔

کالا ممبا (AW MAMBA) ۔ یہ افریقہ کا لمبا ترین زہریلا سانپ گردانا جاتا ہے۔ افریقی صحرا کے جنوب میں تقریباً سارے برّاعظم میں پایا جاتا ہے۔ اس کا قد ۱۴ فٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ عام طور پر زمین پر شکار کھیلتا ہے لیکن ضرورت پڑنے پر درختوں پر چڑھ سکتا ہے۔ جہاں سے پرندے اور گلہریاں کھاتا ہے۔ اس کا پھَن نہیں ہوتا۔ اس کا زہر خطرناک ہوتا ہے ـــــ اسی قسم کے ناگ کی ایک اور نوع ہرا ممبا (GREEN MAMBA) ہے جو ۹ فٹ تک لمبا ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ ہرا پتوں جیسا ہوتا ہے اور یہ درختوں پر رہتا ہے۔

موت کا سانپ (DEATH ADDER)

یہ سانپ آسٹریلیا میں پایا جاتا ہے۔ یہ شکل و شباہت کے لحاظ سے وائپر سانپ معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا جسم ۳ فٹ لمبا، چوڑا جسم، چپٹا سر اور چھوٹی دُم نیز یہ عام وائپر کی طرح بچے جنتا ہے لیکن یہ کوبرا سانپوں کی ایک قسم ہے۔ جب خطرہ آتا ہے تو یہ زمین کے ساتھ اپنا جسم چپٹا کر دیتا ہے۔ اگر غلطی سے اس پر پاؤں آجائے تو ڈس لیتا ہے۔ اس کا ڈسنا بہت خطرناک ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر چھپکلیوں کا شکار کرتا ہے مگر کسی بھی چیز پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ ایک وقت میں یہ ۱۲ بچے جنتا ہے۔

کریٹ: اب کچھ باتیں کریٹ سانپوں کے بارہ میں ہو جائیں۔ ان سانپوں کو عرفِ عام "میں سنگچوڑ" کہا جاتا ہے۔ یہ سانپ صرف جنوبی ایشیا میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی لمبائی پانچ سے چھ فٹ تک پہنچ جاتی ہے۔ ان کے جسم کے چانے پالش شدہ چمکدار ہوتے ہیں اور جسم کی بالائی کے درمیان والے چانے باقی چانوں سے چوڑے ہوتے ہیں۔ یہ بہت ہی زہریلے سانپ ہوتے ہیں لیکن قدرتی طور پر یہ کم غصیلے ہوتے ہیں اور عام طور پر حملہ نہیں کرتے۔ ہاں جب انہیں اچھی طرح زِچ کیا جائے تو حملہ آور ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا زہر کوبرے کے زہر سے چار گنا زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔ یہ سانپ دوسرے سانپوں کو لقمہ بناتے ہیں۔ اسی طرح مینڈک اور چوہے انکی خوراک میں شامل ہیں۔

عام کریٹ (COMMON KRAIT)۔

عرفِ عام میں سنگ چور کہلاتا ہے۔ یہ سانپ برِّ صغیر ہندو پاک میں پایا جاتا ہے اور ۵ فٹ سے کم لمبا ہوتا ہے ـــــ اس کے جسم کا رنگ چمکدار کالا جس پر سفید رنگ کی آڑی پٹیاں وقفہ کے بعد موجود ہوتی ہیں۔ یہ عام طور پر شام کے وقت شکار کرتا ہے۔ جب اسے چھیڑا جائے تو کنڈلی اس طرح بنا لیتا ہے کہ اُس کا سر نظر نہیں آتا۔ قطعاً کسی قسم کا عندیہ ڈسنے کا نہیں دیتا لیکن زِچ ہونے پر کاٹ لیتا ہے۔ یہ عام طور پر کھیتوں، کھلیانوں اور گھاس کے میدانوں میں پایا جاتا ہے ـــــ پاکستان میں تقریباً ہر جگہ ملتا ہے۔

۸ - ذیلی قبیل الابینی (ELAPINAE) - یہ اس قسم کے زہریلے سانپ ہیں جن کے زہریلے دانت کچلیاں مڑ نہیں سکتیں اور خشکی پر پائے جاتے ہیں۔ اس قبیل کے سانپوں کا خاصہ یہ ہے کہ گردن کی پسلیاں پھیلائی جا سکتی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ حصّہ "پھن" کی شکل میں پھیل جاتا ہے۔ یہ پھن اُس وقت بنتا ہے جب سانپ غصّہ کی حالت میں ہو۔ ان کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ پھن کے حصّے کے پیٹ کے کچھ جوڑے چانے کالے ہوتے ہیں جبکہ باقی چانے سفید ہوتے ہیں۔ اس قبیل کے سانپوں کی آنکھیں بڑی اور دُم تقریباً باقی کے جسم کی لمبائی کا ایک چوتھائی ہوتی ہے۔ یہ سانپ کولوبر سانپوں سے بہت مشابہ ہوتے ہیں۔ دُنیا کے گرم خطوں میں پائے جاتے ہیں۔ سب سے بڑا زہریلا سانپ اسی قبیل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سانپ تقریباً سبھی کے سبھی زہریلے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس قبیل میں غیر ملکی جو سانپ شامل ہیں مجملاً ان کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔

ممبا (MAMBA) یہ سانپ افریقہ کے جنگلات میں درختوں پر پایا جاتا ہے۔ اس کی تین انواع ہیں۔ دو ہرے رنگ کی جو درختوں پر رہتی ہیں۔ تیسری کالی قسم جو زمین پر رہتی ہے۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ دو کچلیوں کے بعد بالائی جبڑے میں اور کوئی دانت نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ اس کا زہر بہت تیز ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا رنگ ماحول سے ایسا ملتا ہے کہ اکثر اوقات شکار بے خبری میں مارا جاتا ہے۔

پانی کے کوبرے ابھی افریقہ میں ندی نالوں اور دریاؤں میں عام ملتے ہیں۔ ان میں پھن پایا جاتا ہے۔ بعض درختوں پر رہنے والے کوبرے بغیر پھن کے ہوتے ہیں۔ جنوبی ایشیا کے جزائر میں سب سے لمبا ناگ سانپ "ہماڈرائڈ" (HAMADRYAD) پایا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی ۵ میٹر تک پہنچ جاتی ہے جبکہ افریقہ میں ناگ کی ایک نوع پائی جاتی ہے جس میں سب سے چھوٹے سانپ جو شکل سے ۵۰ سنٹی میٹر لمبے ہوتے ہیں پائے جاتے ہیں۔ عادتاً ناگ نقصان دہ نہیں ہوتے۔ عام طور پر ان کی خوراک میں کیڑے مکوڑے، مینڈک، چوہے، گلہریاں اور پرندے وغیرہ شامل ہیں۔ بعض انواع موقع آنے پر مقابلہ پر تیار ہو کر پھن بنا لیتی ہیں اور جسم کا اگلا حصّہ زمین سے اونچا ہو جاتا ہے۔ اور بڑی دانائی اور پھرتی سے اپنے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں۔

اگرچہ عادتاً یہ سانپ شرارتی نہیں ہے لیکن چونکہ اس کا ماحول دیہاتی ماحول ہے کھیتوں کھلیانوں کی آب و ہوا اس قبیل کے سانپوں کو

موافق ہے اس لئے اکثر انسانی اموات ان سانپوں کی وجہ سے واقع ہوتی ہیں۔

۲۔ قبیل وائیپر یڈی (VIPERIDAE)۔ اس قبیل میں جو سانپ رکھے جاتے ہیں عرف عام میں انہیں وائیپر (VIPER) یا "افعی" کہا جاتا ہے۔ یہ سانپ چھوٹے اور پھرتیلے ہوتے ہیں۔ عام طور پر خشک علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس قبیل کا خاصہ ان کے نکلی دار دانتوں کا انتہائی مؤثر انداز میں زہر زخم میں داخل کرنا ہے چنانچہ یہ دانت بڑے خمیدہ اور ہر طرف دو دو ہوتے ہیں۔ منہ بند ہوتے وقت یہ تہہ ہو جاتے ہیں تاکہ منہ اچھی طرح بند ہو سکے۔ یہ ایک پردے کے ذریعہ ڈھکے رہتے ہیں جو جب منہ کھلتا ہے سکڑ کر اوپر والے جبڑے کے ساتھ لگ جاتا ہے اور دانت ننگے ہو جاتے ہیں۔ یہ دانت باریک سوئی دار ہوتے ہیں، ان کی لمبائی بعض سانپوں میں تقریباً ایک سے ڈیڑھ انچ تک ہوتی ہے۔ ان کے اندر ہی اندر زہر کی نالی چلی جاتی ہے جو اُن کے باریک سروں پر کھلتی ہے۔ اس طرح جب یہ زخم بناتے ہیں تو زخم گہرا بنتا ہے اور زہر گہرائی میں اتر جاتا ہے اور جلد ہی گہری وریدوں کے ذریعے سارے جسم میں پھیل جاتا ہے۔ چونکہ یہ دانت پچھلی جانب خمیدہ ہوتے ہیں اس لئے سانپ کاٹ چکنے کے بعد سر کو اُلٹا کر زخم سے انہیں نکالتا ہے۔ گہرے زخم کی درد کی شدت سے مار گزیدہ بھی اپنے جسم کو کھینچتا ہے اور سانپ بھی دانت نکالنا چاہتا ہے اسی کھینچا تانی میں اکثر اوقات زہریلے دانت زخم میں ہی ٹوٹ جاتے ہیں اور مزید تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ زہر اور زہریلے سانپوں کے بارہ میں آئندہ قسط میں تفصیلاً ذکر ہو گا۔

چنانچہ نقصان دہ ہونے کے لحاظ سے یہ سانپ زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس قبیل کے سانپ ۱۱۰ انواع پر مشتمل ہیں۔ ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ آسٹریلیا میں سانپوں کی یہ قبیل سرے سے پائی ہی نہیں جاتی جبکہ امریکہ میں بغیر گڑھے کے افعی مفقود ہیں اور صرف گڑھے دار پائے جاتے ہیں، جبکہ اس سے اُلٹ افریقہ میں صرف بغیر گڑھے دار افعی ملتے ہیں لیکن ایشیا میں دونوں اقسام کے افعی پائے جاتے ہیں۔

اس قبیل کے چند چیدہ چیدہ مشہور عام سانپوں کی عادات و خصائل کے بارہ میں معلومات خالی از دلچسپی نہ ہوں گی۔

اس قبیل کے سانپ دو اقسام کے ہوتے ہیں:
ایک وہ جن کی آنکھ اور ناک کے درمیان ایک گڑھا ہوتا ہے۔ انہیں "گڑھے دار افعی" (یا حفرہ دار افعی) (PIT VIPERS) کہا جاتا ہے جبکہ دوسری قسم میں گڑھا (حفرہ) مفقود ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں بغیر گڑھے کے افعی (PITLES VIPERS) کہا جاتا ہے۔

بغیر گڑھے کے افعی (PITLES VIPERS)

یہ سانپ دنیائے قدیم سے مخصوص ہیں۔ انکی بہت سی اقسام یورپ اور افریقہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ زندہ بچے جنتے ہیں۔ ان کی خاصیت یہ ہے کہ ان کا جسم چھوٹا اور مضبوط ہوتا ہے۔ سر جسم سے چوڑا اور چپٹا ہوتا ہے۔ دُم بہت چھوٹی اور یکدم جسم سے باریک ہو جاتی ہے۔ یہ بہت زیادہ پھنکارتے ہیں۔

ان کی مندرجہ ذیل اقسام پاکستان کے مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔

رسل کا افعی (RUSSELL'S VIPER)

اس سانپ کو عام طور پر "ڈبویا" یا "کوڑیالا" سانپ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ہندوستان، پاکستان سے لے کر سارے جنوبی ایشیا میں پایا جاتا ہے۔ عام طور پر مرطوب علاقوں سے متعلق ہے جہاں یہ کھیتوں، باغوں اور ہرے بھرے میدانوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ تقریباً ساڑھے پانچ فٹ لمبا ہو جاتا ہے۔ اس کی خوراک میں عام طور پر چوہے وغیرہ شامل ہیں۔ مگر یہ مینڈک اور چھپکلیاں بھی کھا جاتا ہے۔ یہ ۲۰ سے ۶۰ تک بچے جنتا ہے۔ یہ سانپ بہت زیادہ زہر ڈستے وقت زخم میں داخل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے موت یقینی ہوتی ہے۔

درانتی دار چانوں والا افعی (SAW-SCALED VIPER)

عرف عام میں کھپرا، جلیبی، لُنڈی اور کرونڈیا کہلاتا ہے۔ یہ شمالی افریقہ سے لے کر سیلون تک پایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بنجر اور گرم علاقوں میں عام پایا جاتا ہے۔ سورج کی گرمی برداشت کرنے کی اس میں بہت طاقت ہوتی ہے۔ اس کے جسم کے چانے دندانے دار ہوتے ہیں۔ (شکل نمبر ۹)۔ جب یہ دندانے ایک دوسرے پر رگڑے جاتے ہیں تو "ساں، ساں" کی آواز آتی ہے جو اس کی پھنکار کی آواز سے مل کر دُور دُور تک سُنائی دیتی ہے۔

اس کا قد تقریباً اڑھائی فٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ ریت میں اس طرح پڑا رہتا ہے کہ صرف اسکا جسم ریت سے باہر ہوتا ہے اور یہ ایک فٹ چھلانگ لگا کر اچانک حملہ آور ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ سانپ بہت خطرناک ہے۔ عرف عام میں اسے جلیبی سانپ کہتے ہیں۔ اس کی خوراک میں مینڈک، چھپکلیاں اور مچھلیاں شامل ہیں۔ یہ پاکستان میں سوائے شمالی پہاڑی علاقوں کے ہر جگہ پایا جاتا ہے۔

مشرق کا افعی (LEVANTINE VIPER)

یہ سانپ شمالی افریقہ سے لیکر شمالی بلوچستان تک پایا جاتا ہے۔ اس کا سر زیادہ چپٹا ہوتا ہے اور جسم تقریباً ۳ فٹ لمبا ہوتا ہے۔ یہ سنگلاخ علاقوں میں عام ہوتا ہے اور سخت زہریلا ہوتا ہے۔ یہ عام طور پر پتھروں کے نیچے پایا جاتا ہے۔ یہ پاکستان میں وزیرستان اور کوئٹہ کے علاقہ میں ملتا ہے۔

سینگ والا افعی (PERSIAN HORNED VIPER)

اس سانپ کی خاصیت اس کی آنکھ پر دونوں جانب ایک ایک اونچا اور نمایاں چانہ ہوتا ہے جو سینگوں کی طرح اُبھرا ہوتا

ہے۔ یہ سانپ مشرقِ وسطی سے لیکر دریائے سندھ کے مشرقی کنارے تک پایا جاتا ہے۔۔۔ یہ بھی کچھ کم زہریلے نہیں ہوتے مگر اکثر انسانوں سے بچتے ہیں۔ پہلے حملہ آور نہیں ہوتے۔ یہ تقریباً ۲ فٹ لمبا ہوتا ہے۔ پاکستان میں قلات کے ارد گرد ریکارڈ کیا گیا ہے۔

پتہ نما ناک کا افعی (LEAF NOSED VIPER) - یہ سانپ ریتیلے علاقوں میں پایا جاتا ہے اور بڑی پھرتی سے اپنے جسم کو ریت میں دھنسا لیتا ہے۔ اس کے ناک کے دائیں بائیں دو بڑے چانے ہوتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے ناک کے دونوں جانب دو پتے لگے ہوں۔ اس کا قد ۲ سے اڑھائی فٹ ہوتا ہے۔ خوراک میں عام طور پر چھپکلیاں اور مینڈک شامل ہیں۔

پاکستان میں نوشکی اور خاران (بلوچستان) کے علاقہ میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔

حفرہ دار افعی (PIT VIPERS) - (شکل نمبر ۶) - اس قسم کے سانپ امریکہ سے مخصوص ہیں۔ پاکستان میں ان کی ایک نوع پائی جاتی ہے۔

ہمالیہ کا حفرئی افعی (HIMALAYAN - PIT VIPER) - اس سانپ کی بڑی پہچان آنکھ اور ناک کے درمیان ایک گہرا گڑھا "حفرہ" (PIT) ہے۔ یہ سانپ پاکستان میں ہمالیہ کے پہاڑوں میں پایا جاتا ہے۔ جہاں اس کی خوراک مینڈک، چھپکلیاں وغیرہ ہوتی ہے۔ اس کا زہر اتنا نقصان دہ نہیں ہوتا۔ اس کی لمبائی تقریباً اڑھائی سے تین فٹ تک ہوتی ہے۔

اختتامیہ : سانپوں کی دنیا میں

اس مختصر سروے سے یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ سانپ ایک متنوع گروہ کی شکل میں دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ہمارے ارد گرد پائے جانے والے سانپ تو مشتے از خروارے کا مصداق ہیں۔

یہاں ایک اور وضاحت ضروری ہے کہ سانپ صرف گرم علاقوں میں خطِ استوا کے گرد خطِ سرطان اور جدی تک پائے جاتے ہیں۔ ان خطوط کے بعد ان کی تعداد گھٹتی جاتی ہے۔

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون میں ذکر شدہ سانپوں کے سائنسی نام بھی تحریر کر دیئے جائیں تاکہ جو صاحبان مزید معلومات حاصل کرنا چاہیں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سائنسی ناموں کے دو حصے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہر جانور یا پودے کا نام دو ناموں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے انسان کا نام "HOMO SAPIENS" کوّے کا نام "CURVUS SPLENDENS" وغیرہ۔

چنانچہ اسی طرح سانپوں کے سائنسی نام بھی دو حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس لسٹ میں عام نام جو اس مضمون میں استعمال ہوا ہے اور سائنسی نام ایک دوسرے کے مقابل دیئے گئے ہیں :-

عام نام	سائنسی نام
بُوا کنسٹریکٹر	CONSTRICTOR

ربڑ بوآ	CHARINA BOTTAE
ایناکونڈا	EUNECTES MURINUS
سینڈ بوآ	ERYX JOHNII
عام نام	**سائنسی نام**
ریٹیکولیٹ پائی تھن	PYTHON RETICULATUS
ہندوستانی اژدہا	PYTHON MOLURUS
گیند اژدہا	PYTHON REGIUS
ہرا اژدہا	HONDROPYTHON VIRIDIS
ہندوستان کا کوبرا	NAJA NAJA
شیش ناگ	OPHIOPHAGUS HANNAH
مصری کوبرا	NAJA HAJE
زہر تھوکنے والا کوبرا	HEMACHATUS HEMACHATUS.
کالا امبا	DENDROASPIS POLYLEPIS
ہرا امبا	DENDROASPIS ANGUSTICEPS
موت کا سانپ	ACANTHOPHIS ANTARCTICUS
عام کریٹ	BUNGARUS CAERULEUS
رسل کا افعی	VIPERA RUSSELLI
مشرق کا افعی	VIPERA LEBETINA
سینگ والا افعی	PSEUDOCERASTES PERSICUS
پتہ نما ناک کا افعی	ERISTICOPHIS MACMAHONI
ہمالیہ کا گڑھے دار افعی	AGKISTRODON HIMALAYANUS
درانتی دار چانوں والا افعی	ECHIS CARINATUS

قائدینِ اضلاع توجہ فرمائیں

امسال سالانہ اجتماع پر ہر ضلع کم از کم تین خود ساختہ خیمے لگائے گا۔ خیمے تیار کرنے کا جملہ سامان اپنے ہمراہ لائیں!

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اخبارِ مجالس

اے میرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ماہ جون میں جو دَورے فرمائے اُن کی مختصر رپورٹ پیش ہے :-

- مورخہ ۷ر جون کو صدر محترم نے سیالکوٹ ضلع کے تین حلقہ جات قلعہ کالروالا، نارووال اور پینڈی بھاگو کا دَورہ کیا اور ان حلقہ جات کے قائدین مقامی سے الگ الگ مل کر کام کے جائزہ کے بعد ہدایات دیں۔
- مورخہ ۹ر جون کو صدر محترم نے حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ میں ایک اجلاس میں شرکت فرمائی اور خدام سے خطاب فرمایا۔
- مورخہ ۱۰ جون کو مجلس عاملہ سرگودھا شہر کے اجلاس میں صدر صاحب شریک ہوئے۔ اجلاس میں حضور کے حالیہ دَورہ کی فلم بھی دکھائی گئی۔
- مورخہ ۱۱۔۱۲ر جون۔ ساہیوال میں ایک ضلعی اجتماع میں صدر محترم نے خدام سے خطاب فرمایا۔
- مورخہ ۱۴ر جون کو صدر صاحب نے ضلع سیالکوٹ کے تین حلقوں کا دَورہ فرمایا اور قائدینِ مقامی کو ہدایات دیں۔
- مجلس خدام الاحمدیہ چک 111/6-R ضلع بہاولنگر کے زیر اہتمام ۲۵ر مئی ۱۹۸۱ء کو جلسہ یوم قدرت ثانیہ منعقد ہوا۔
- مورخہ ۲۲ر مئی کو بہاولنگر شہر کا ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم نذیر احمد صاحب خادم قائد ضلع نے فرمائی۔ اجلاس میں تمام خدام و اطفال سے زبانی قرآن کریم حُسن کو حُسن قرأت اور حفظِ قرآن کا جائزہ لیا گیا۔
- مجلس خدام الاحمدیہ قصور شہر نے مورخہ ۴ر جون کو نمازِ مغرب کے بعد مسجد احمدیہ میں ایک مختصر اجلاس کے بعد "کُلُوا جَمِیْعًا" کا اہتمام کیا گیا۔
- مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی نے مورخہ ۲۷ر مئی کو شام چھ بجے مسجد نور مری روڈ پر جلسہ یوم قدرتِ ثانیہ منعقد کیا۔
- مجلس باٹا پور لاہور کے زیرِ اہتمام ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم مولوی بشیر الدین احمد صاحب نے مختلف مسائل پر دلائل دیئے۔ سات غیر از جماعت احباب بھی مجلس میں شریک ہوئے۔
- مجلس خدام الاحمدیہ چک 111/6-R ضلع بہاولنگر کے زیرِ اہتمام مورخہ ۳ر جولائی ۱۹۸۱ء کو مثالی وقارِ عمل کیا گیا جس میں سو فیصدی (باقی ص۴۶ پر)

مجالس کی دوڑ

سو فیصد بجٹ کی ادائیگی کرنے والی مجالس خدام الاحمدیہ کی فہرست بغرض دعا پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مالی قربانی قبول فرمائے اور دیگر مجالس کو بھی اس قابلِ تقلید نمونہ کو اپنانے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

پشاور ضلع

۱۔ اچینی پایاں
۲۔ پبی

گجرات ضلع

۱۔ معین الدین پور
۲۔ ڈھو
۳۔ لالہ موسے
۴۔ شاہ تاج شوگر ملز
۵۔ چوکنا نوالی
۶۔ چک سکندر

سیالکوٹ ضلع

۱۔ بن باجوہ
۲۔ کالا گھمناں
۳۔ داتہ زیدکا

گوجرانوالہ ضلع

۱۔ احسن آباد
۲۔ کوٹلی تارڑ
۳۔ سکھیکی منڈی

شیخوپورہ ضلع

۱۔ کرم پورہ وادبرٹن
۲۔ چک ۲۲/۷۵
۳۔ بچیکی
۴۔ چک ۱/۹۳
۵۔ کالی بیر
۶۔ کُجر
۷۔ ککڑ گل
۸۔ چک نمبر ۲۵ سٹھیالی
۹۔ مڑھ بلوچاں
۱۰۔ چک ۴/۱ ر۔ب ساہو والہ
۱۱۔ جھنگڑ ۲ حاکم والا
۱۲۔ چک ۴۳ گ۔ب بھگوان پور
۱۳۔ کوٹ دیالداس
۱۴۔ سیدوالا
۱۵۔ شوکت آباد
۱۶۔ بیداد پور ورکاں
۱۷۔ بلڑھ کے
۱۸۔ چوڑا سگھر

سرگودھا ضلع

۱۔ کوٹ مومن
۲۔ ساہیوال
۳۔ چک ۹ شمالی پنیار
۴۔ چک نمبر ۳۲ جنوبی
۵۔ چک نمبر ۳۵ جنوبی

میانوالی ضلع

۱۔ چک ۷۵/M-L

فیصل آباد ضلع

۱۔ چک نمبر ۱۲۰ ج۔ب
۲۔ 〃 نمبر ۳۳ ج۔ب
۳۔ 〃 ۲۶/۲۷ ج۔ب
۴۔ 〃 ۸۸ ج۔ب
۵۔ 〃 ۸۹ ج۔ب
۶۔ 〃 ۱۹۴ ر۔ب
۷۔ 〃 ۱۰۹ ر۔ب روڈہ
۸۔ 〃 ۵۹۱ گ۔ب
۹۔ 〃 ۱۰۷/۱ ر۔ب غربی
۱۰۔ 〃 ۴۰ گ۔ب
۱۱۔ چک ۸۴ گ۔ب
۱۲۔ 〃 ۷۶ گ۔ب
۱۳۔ 〃 ۲۷۸ گ۔ب
۱۴۔ 〃 ۶۴۶ گ۔ب
۱۵۔ 〃 ۶۴۸ گ۔ب
۱۶۔ 〃 ۲۹۹ ج۔ب
۱۷۔ 〃 ۳۰۰ ج۔ب
۱۸۔ 〃 ۴۲۶/۴۳۰ ج۔ب
۱۹۔ 〃 ۵۸/۲ ٹکڑہ
۲۰۔ 〃 ۱۳۷ گ۔ب
۲۱۔ 〃 ۴۷۱ گ۔ب
۲۲۔ 〃 ۱۴۷ ر۔ب
۲۳۔ 〃 ۳۱۲ ج۔ب

. . . .

ملتان ضلع
۱- لودھراں
۲- ۹۱ الف 15/R
۳- چک نمبر 13/V

وہاڑی ضلع
۱- چک نمبر 285/E-B

ساہیوال ضلع
۱- چک 137/9-L
۲- " 6/11-L
۳- قبولہ
۴- " 116/12-L
۵- میرکس
۶- " 132/9-L
۷- حجرہ شاہ مقیم

مظفر گڑھ ضلع
۱- چک نمبر ۱۳۰ TDA
۲- " ۱۵۹ TDA
۳- " 3/4-R

بہاولپور ضلع
۱- اوچ شریف
۲- ۸۴ الف فتح

بہاولنگر ضلع
۱- چک نمبر 56/4-R
۲- " 160/7-R
۳- " 169/7-R
۴- " 183-184/7-R
۵- " 164/7-R
۶- " 327/H-R
۷- چک نمبر 223/9-R
۸- " 111/6-R

رحیم یار خان ضلع
۱- بستی کندھارا سنگھ
۲- بستی اللہ بخش
۳- چک نمبر ۲ بستی شادی
۴- چک نمبر 211-213/P
۵- چک نمبر 32/N.P شرقی
۶- " 32/N.P غربی

سکھر ضلع
۱- روہڑی
۲- شکارپور

خیرپور ضلع
۱- کرونڈی
۲- گوٹھ مولوی عبدالسلام
۳- گوٹھ سلطان علی

لاڑکانہ ضلع
۱- نصیر آباد
۲- گورگیز

نواب شاہ ضلع
۱- باندھی
۲- رحمٰن آباد
۳- گوٹھ عطاء محمد
۴- دوڑ
۵- گوٹھ امام بخش
۶- قمر آباد
۷- قاضی احمد
۸- محراب پور

حیدر آباد ضلع
۱- گوندل فارم
۲- ٹنڈو اللہ یار
۳- نواز آباد فارم

بدین ضلع
۱- چک نمبر ۵ احمد آباد
۲- ٹنڈو غلام علی

سانگھڑ ضلع
۱- چک ۲۴ گوٹھ عبدالغنی
۲- گوٹھ فتح پور
۳- سانگھڑ

تھرپارکر ضلع
۱- نور نگر فارم

Monthly Rabwah

REGD. NO. L 5830 Editor KHALID MASOOD September 1981